﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد17 | جمعۃ المبارک07/مئی 2010ء | 22/جمادی الاوّل 1431 ہجری قمری ❁ 07/ہجرت 1389 ہجری شمسی | شمارہ 19

خدا کے پسندیدہ کلمات

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

دو کلمات ایسے ہیں جو خدا کو بہت پسند ہیں۔ زبان پر ہلکے مگر میزان میں بہت بھاری ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللّٰہ نضع الموازین حدیث نمبر 7008)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ یورپ مارچ واپریل 2010ء کی مختصر رپورٹ

انگلستان سے روانگی اور فرانس میں ورود مسعود۔ فیملی واجتماعی ملاقاتیں۔ تقریب آمین۔ تقریب بیعت، فرانس مشن میں سٹڈی روم لائبریری کا معائنہ

الجزائر اور مراکش کے نواحمدیوں کی خلیفۂ وقت سے محبت اور اخلاص کے روح پرور نظارے۔ ان میں سے اکثر کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعہ احمدیت کی طرف رہنمائی فرمائی اور بغیر کسی کی تبلیغی کوشش کے ایم ٹی اے کے ذریعہ احمدیت کے نور سے مشرف ہوئے۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ کے آسمانی الہام کی صداقت کے روشن نشانات

فرانس سے سپین کے لئے روانگی۔ سپین میں اسلام کی آمد، احمدیت کے نفوذ اور مسجد بشارت کی تعمیر کی تاریخ کا مختصر تذکرہ

(رپورٹ: منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری)

27 مارچ 2010ء

27 مارچ 2010ء کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے یورپ کے چار ملکوں فرانس، سپین، اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کا سفر اختیار فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ کے دورہ پر روانگی کے پیشِ نظر لندن کی مختلف جماعتوں کے احباب وخواتین صبح 9 بجے سے ہی مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع ہونا شروع ہو گئے تاکہ سفر سے پہلے حضور کی زیارت اور اجتماعی دعا میں شمولیت کی سعادت پاسکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ صبح 11 بجے قصرِ خلافت لندن کے صدر دروازہ سے باہر تشریف لائے اور ازراہِ شفقت اپنا دستِ مبارک بلند فرما کر چاروں طرف کھڑے حاضرین کو ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہتے ہوئے سلامتی کی دعا دی اور پھر اجتماعی دعا کروانے کے بعد انگلستان کے ساحلی شہر Dover کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے فیری کے ذریعہ رودبار انگلستان (انگلش چینل) کراس کر کے یورپ کے دوسرے ملکوں تک کا سفر کیا جاتا ہے۔ حضورِ انور کا قافلہ چار گاڑیوں پر مشتمل تھا محترم امیر صاحب یوکے بھی بعض عہدیداران کے ہمراہ تین گاڑیوں پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے Dover تک قافلہ کے ساتھ آئے۔ ان عہدیداروں میں مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے، محترم ٹونی کالون صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر، مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال، مکرم عابد وحید صاحب انچارج مرکزی پریس سیل، مکرم مرزا ناصر انعام صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے، مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص، مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر P.S. لندن) اور چند خدام شامل تھے۔

Dover سے روانگی اور فرانس میں ورود

12 بج کر 47 منٹ پر قافلہ Dover پہنچا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے الوداع کہنے والوں کو شرفِ مصافحہ بخشا اور گاڑیاں Check in کے لئے امیگریشن کیبن اور پھر P&O فیری کی ٹکٹوں کے کیبن کی طرف بڑھیں۔ ان مرحلوں سے گذرنے کے بعد چند منٹوں کے اندر Burgundi نام کے بحری جہاز پر بورڈنگ شروع ہوگئی اور پھر مقررہ وقت کے مطابق ایک بج کر 45 منٹ پر فیری نے فرانس کی پورٹ Calais کی طرف اپنا سفر شروع کیا اور فرانس کے مقامی وقت کے مطابق 4 بج کر 45 منٹ پر Calais پہنچی۔ فیری سے باہر آنے کے بعد قافلہ 19 کلومیٹر پر واقع پہلے سے طے شدہ میٹنگ پوائنٹ کی طرف روانہ ہوا جہاں مکرم امیر صاحب فرانس اور مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ فرانس نے 4 بج کر 35 منٹ پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا اور اسطرح سرزمینِ فرانس کو ایک بار پھر خلیفۃ المسیح والمہدی کی قدم بوسی کا شرف نصیب ہوا۔

فرانس مغربی یورپ کی ایک جمہوریہ ہے جس کا پورا نام فرنچ ریپبلک ہے۔ پیرس جو اسکا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے اس کے مضافاتی علاقوں میں سے ایک St. Prix ہے جہاں جماعت احمدیہ کا مشن ہاؤس اور مسجد مبارک واقع ہے۔ فرانس کی آبادی میں رومن کیتھولک 84 فیصد کے لگ بھگ ہیں جبکہ پروٹسٹنٹ 2 فیصد اور مسلمان 5.10 فیصد ہیں۔

میٹنگ پوائنٹ پر پہنچ کر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازوں کے انتظام کے بارہ میں دریافت فرمایا تو محترم امیر صاحب نے عرض کیا کہ حضور گذشتہ سفر والی پہلی جگہ پر ہی نمازوں کا انتظام ہے۔ گزشتہ دفعہ ٹیرس پر ٹینٹ لگایا گیا تھا لیکن اس دفعہ ذرا ہٹ کر لگایا گیا ہے۔ کیونکہ وہاں ہوا تیز تھی۔ فرمایا کھلی جگہ پر ہوا تیز ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہاں سے Dover کی پہاڑیاں بھی نظر آتی ہیں؟۔ محترم امیر صاحب نے عرض کیا جی حضور سامنے ہیں۔ اسکے بعد حضورِ انور کی اقتدا میں نمازِ ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد خیمہ سے نکلتے ہوئے حضورِ انور نے سامنے لگی ہوئی فصلوں کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ یہ کون سی فصل ہے؟ لیکن معین طور پر کسی کو اس کا علم نہیں تھا۔ اسکے بعد قافلہ جماعت احمدیہ فرانس کے مرکز کی طرف روانہ ہوگیا۔ شام 7 بج کر 15 منٹ پر حضورِ انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے قافلہ کے ساتھ St. Prix میں ورود فرما ہوئے۔ کچھ دیر بعد حضورِ انور ایدہ اللہ نے رہائش گاہ سے باہر تشریف لا کر اسکے نیچے واقع Basement کا معائنہ کیا اور پھر 8 بجے مسجد مبارک میں مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ یورپ اور انگلستان کے وقت میں ایک گھنٹے کا فرق ہوتا ہے لیکن اتفاق سے آج رات دو بجے سے موسم گرما کے اوقات شروع ہونے کی وجہ سے بھی گھڑیوں کو ایک گھنٹہ آگے کیا جانا تھا۔ اس لیے ہمیں اپنی گھڑیاں دو گھنٹے آگے کرنا پڑیں۔ کچھ Confusion تو ہوئی لیکن خیر ہی رہی۔

یہاں مختصراً یہ بھی ذکر کر دوں تو کوئی مضائقہ نہیں کہ فرانس میں اسلام کا نفوذ پہلی صدی ہجری سے شروع ہوا اور اندلس کے اسلامی حکمرانوں کے ساتھ فرانسیسیوں کی کئی جنگیں ہوئیں۔ فرانس کے کچھ علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ بھی رہا لیکن مسلمان یہاں مستحکم حکومت قائم نہ کر سکے۔ بعد ازاں جب یورپ نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگوں کا آغاز کیا تو ان میں سب سے نمایاں کردار فرانس کا تھا۔ تاہم سولہویں صدی میں فرانس مسلمانوں کی ترک سلطنتِ عثمانیہ کا یورپ میں سب سے بڑا حلیف بھی رہا ہے۔

چودہویں صدی ہجری میں حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ جب اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا آغاز ہوا تو 1924ء میں آپ کے خلیفہ ثانی حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ فرانس میں تبلیغِ اسلام کی کوششوں کا اس وقت ایک نیا دور شروع ہوا جب آپ 26/اکتوبر سے 31 اکتوبر تک پیرس میں بنفسِ نفیس رونق افروز ہوئے۔ 17 مئی 1946ء کو حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر محترم ملک عطاء الرحمان صاحب اور محترم مولوی عطاء اللہ صاحب فرانس کے سب سے پہلے مبلغین کے طور پر یہاں احمدیہ مشن کھولنے کے لئے پہنچے اور سرکار سے تبلیغ اسلام کی اجازت حاصل کرنے کے بعد جولائی 1948ء میں پیرس کے ایک ہوٹل میں پہلی احمدیہ کانفرس منعقد ہوئی اور 13 نومبر 1948ء کو ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا گیا جس کی تشہیر پوسٹرز، ریڈیو اور پریس کے ذریعہ کی گئی اس جلسہ میں تبلیغی ٹریکٹ اور پمفلٹس تقسیم کیے گئے۔ ان مبلغین کی کوششوں کے نتیجہ میں ایک تعلیم یافتہ فرانسیسی خاتون مادام مارگریٹ Demagany نے 23 مئی 1949ء کو بیعت کر کے سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کا اسلامی نام ''عائشہ'' رکھا۔

1978ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرانس کا دورہ کیا اور 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی لندن ہجرت کے بعد سے تو خلفائے احمدیت کے فرانس اور یورپ کے دوسرے ملکوں کے دورے ان کے اشاعت اسلام کے

پروگراموں کا ایک مستقل حصہ بن چکے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حالیہ دورہ فرانس بھی اسی مہم کی ایک کڑی ہے۔

28 مارچ 2010ء

فیملی ملاقاتیں

28 مارچ 2010ء بروز اتوار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا فرانس میں دوسرا دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے 6 بج کر 45 پر مسجد مبارک میں نماز فجر پڑھائی۔ 12 بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے دفتر تشریف لا کر مراکش، الجزائر اور تیونس کے 6 نو مبائع خاندانوں کے بیس افراد اور پانچ افراد پر مشتمل ایک گروپ کو شرفِ ملاقات عطا فرمایا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ اڑھائی بجے تک جاری رہا۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور مسجد مبارک میں تشریف لائے جہاں 16 بچے اور بچیاں اپنے پیارے آقا سے آمین کا شرف حاصل کرنے کے لئے تیار تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام بچوں سے از راہ شفقت قرآن کریم کی مختلف آیات سنیں اور پھر اجتماعی دعا کروائی۔ آج جن بچوں کی آمین ہوئی ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:

1	حمزہ احمد	2	بلال احمد
3	طلال احمد	4	رافیل خالد
5	ابصار بٹ	6	ابرار بٹ
7	مدثر احمد	8	فرید احمد
9	امۃ السبوح	10	گلزانہ ملک
11	نور العین	12	ثمرین جبین
13	طوبیٰ	14	نور السحر
15	افشاں بشارت	16	ثوبیہ بٹ

تقریب بیعت

تقریب آمین کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور پھر بیعت کی تقریب ہوئی جس میں نو (9) سعید فطرت مرد و خواتین نے حضور پرنور کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت پائی۔ ان خوش نصیبوں کے نام اور قومیتیں درج ذیل ہیں:

1. Mr. David (France)
2. Mr. El Islam (Algeria)
3. Mr. Raouchid Salam (Tunis)
4. Madam Madi Batouli (Camore)
5. Miss Drzewieck Elodie (France)
6. Madam Drame Yacine (Senegal)
7. Madam Drame Binta (Mali)
8. Madam Madi Arroun (Comore)
9. Mr. Kristof Cuypers (Belgium)

ان بیعت کرنے والوں میں سے Mr. David ایک یہودی النسل ہیں اور فرانس میں مقیم ہیں جبکہ Mr. Kristof کا تعلق بیلجیم سے ہے۔ ان کی عمر ۲۲ سال ہے اور کارپینٹری کرتے ہیں۔ فلیمش ان کی زبان ہے اور پہلے لا مذہب تھے۔ انکے کسی دوست نے اسلام کے بارے میں انہیں انٹرنیٹ پر جماعت کی ویب سائیٹ الاسلام کا حوالہ بھیجا تو اس سے انہیں دلچسپی پیدا ہوئی۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ پوری تسلی کرنے کے بعد خود بیعت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور بالآخر آج حضور انور کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے مسیح پاک علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہونے کی توفیق پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ پانچ بجے جب ملاقاتوں کے لئے دوبارہ اپنے دفتر تشریف لائے تو مسجد مبارک کے صحن میں ناصرات کی بڑی تعداد نے کھڑے ہو کر کورس کی شکل میں نظمیں اور ترانے گا کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا۔ ان بچیوں میں عزیزہ مریم ناصر، رمیزہ نصیر، نداء ناصر، عشنہ امل ناصر، ملیحہ ربانی، نبیلہ حیدر، مہ رخ عارف، سارہ ضیاء، انس دوتوری، صباپونم بالم، نداء ربانی اور خولہ احد نمایاں تھیں۔ وہاں موجود باقی لجنات اور ناصرات بھی کورس کی شکل میں بلند آواز سے ان نظموں کو ساتھ ساتھ دہرا رہی تھیں۔ لجنہ اور ناصرات کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اسطرح خوش آمدید کہنے سے ماحول پر عجب وارفتگی کا عالم طاری تھا۔ ناصرات نے اس موقع پر سب سے پہلے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ ''یا عین فیض اللہ والعرفان'' اور اس کے بعد اردو نظم ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا'' کے چند اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے۔ اسکے بعد ناصرات نے حسب ذیل ترانے پیش کیے۔

وعدہ اس کا وفا مدام ہوا
پھر عطا ہم کو اک امام ہوا
اس کی صورت کی رونمائی کا
آسمانوں سے اہتمام ہوا
نور و محمود ناصر و طاہر
عشق مسرور ہے جو نام ہوا
بن گئی دھڑکنوں میں اک تصویر
آج تو ہم سے ہم کلام ہوا
اسقدر روشنی تھی چہرے پر
ماہ کیا مہر بھی تمام ہوا

جھوم اے کالی گھٹا رقص کر بادِ صبا
روح عالم گنگنا آگیا ہے آگیا
وہ محمد کا غلام اس زمانے کا امام

کرن کرن خوشی کے رنگ جھلملائے ہیں
ہم آپ کو خوش آمدید کہنے آئے ہیں
اھلاً و سھلاً و مرحبا ۔ اھلاً و سھلاً و مرحبا

خوش آمدید آپ کو خوش آمدید
ویلکم ہے ہم سب کی پکار
عزیز مہمانوں کو ہم سب ہیں کرتے سلام
یا امیر المؤمنین اھلاً و سھلاً مرحبا
آیۂ فتح مبین ۔ اھلاً و سھلاً مرحبا

پندرہ بیس منٹ تک بچیوں سے نظمیں اور ترانے سننے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وہاں موجود بڑی بچیوں میں پین اور چھوٹی بچیوں میں چاکلیٹس تقسیم کیں اور کھلے ہاتھوں سے ہر کسی کو نوازا۔

فیملی و اجتماعی ملاقاتیں

اسکے بعد ملاقاتیں شروع ہوئیں جو کہ 14 فیملیوں اور بعض گروپس پر مشتمل تھیں۔ ان میں سے اکثر کا تعلق الجزائر، مراکش، فرانس، ماریشس اور پاکستان سے تھا۔ بیلجیم کے جس نوجوان نے آج بیعت کی تھی انہوں نے بھی اپنے تین پاکستانی ساتھیوں اور مربی صاحب بیلجیم کے ہمراہ ملاقات کا شرف پایا۔ اس کے بعد چار افراد پر مشتمل ایک گروپ نے حضور انور سے ملاقات کی جن میں سے 2 فرانسیسی اور 2 الجیرین تھے۔ ایک اور گروپ جو کہ 6 افراد پر مشتمل تھا اس کو بھی ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔

اس کے بعد 7 افراد پر مشتمل ایک گروپ نے ملاقات کی جن میں سے تین کا تعلق Senegal سے تھا جبکہ ایک Mali ایک Portugal اور ایک France کے رہنے والے تھے۔ پھر تین افراد پر مشتمل ایک اور گروپ کو ملاقات کی سعادت ملی جن کا تعلق الجزائر سے تھا۔

ان کے بعد پانچ افراد پر مشتمل ایک الجزائری خاندان نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ پاکستان کے علاوہ دیگر قومیتوں کے اکثر لوگ نو مبائع تھے۔ ان میں سے بعض تو بغیر کسی کی تبلیغی کوشش کے صرف ایم ٹی اے کے ذریعہ نور احمدیت سے مشرف ہوئے اور ان میں سے ہر ایک زبان حال سے اپنے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہام ''ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء'' کی روشنی میں آپ کی صداقت کے ایک زندہ گواہ کے طور پر پیش کرتا دکھائی دیتا تھا۔ دوران ملاقات سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ان نو مبائعین مردوں اور خواتین کو ''الیس اللّٰہ بکاف عبدہ'' کی انگوٹھیاں مرحمت فرمائیں اور بچوں کو چاکلیٹ دیئے۔ حضور نے الجزائر کے ایک دوست کو رومال دیتے ہوئے فرمایا کہ تم چونکہ رو رہے ہو۔ اس لیے تمہیں رومال دیا ہے۔ پھر حضور نے انہیں ایک Pen بھی عطا فرمایا۔

احمدیت میں شامل ہونے والے یہ سبھی فدائی اپنے آقا کے دیدار سے بہت خوش اور مسرور نظر آتے تھے ملاقات کے دوران ان میں سے بعض کی آنکھوں سے خوشی اور انبساط کے آنسو مسلسل جاری رہے۔ ایک فیملی ملاقات کے لئے آئی تو حضور نے حال پوچھتے ہوئے فرمایا کہ اچھا اور کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ حضور ہم سب کچھ بھول گئے ہیں۔ اس پر حضور مسکرائے اور پھر حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو صرف آپ کو دیکھنا ہے اور اس کے ساتھ ہی انکی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ صحیح طور پر بات بھی نہیں کر پا رہے تھے۔ حضور کا ہاتھ لائٹ کی طرف جانے لگا کہ فوٹو گرافر کو بلائیں اور تصویر ہو جائے تو انہوں نے کہا کہ حضور ابھی نہیں۔ ہم نے حضور کو اور دیکھنا ہے۔ دوسری دفعہ جب پھر حضور کا ہاتھ لائٹ کی طرف بڑھا تو اس فیملی نے عرض کی کہ حضور ابھی نہیں۔ حضور ہم نے آپ کو ابھی اور دیکھنا ہے۔ بعد ازاں حضور انور کی دعاؤں اور تصویر کے ساتھ ان کی یہ ملاقات اختتام پذیر ہوئی۔ ان ملاقاتوں کے دوران حضور انور کی پر معارف نصائح جو حکمت اور نور سے بھری ہوئی تھیں، ان کا اثر نمایاں طور پر ان احباب کے خوشی سے تمتماتے چہروں سے اور ان نصائح کو ہمیشہ حرز جان بنائے رکھنے کے لیے انشاء اللہ اور آمین کے پر عزم کلمات کے ساتھ بلند ہوتی آوازوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔

الجزائر کی ایک فیملی نے حضور سے شرف ملاقات کے دوران بیان کیا کہ انہوں MTA کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ اور اپنے 14 سالہ بچے کے ذریعہ کی تھی۔ پھر انہوں نے اپنے بچے کی خواب سنائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ ان کے بیٹے کو cancer تھا۔ ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتر رہے ہیں۔ دوسرے دن اس نے یہ خواب اپنے والد صاحب کو سنایا لیکن انہوں نے اسکو زیادہ اہمیت نہ دی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد وہ Dish Antenna پر TV دیکھ رہے تھے کہ اچانک MTA نظر آیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھتے ہی بچے نے کہا یہی تو وہ چہرہ ہے جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے والد نے بتایا کہ اس کے بعد ہم نے طاہر ہانی صاحب اور مصطفیٰ ثابت صاحب کے پروگرام دیکھے اور پھر بیعت کر لی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس واقعہ کے بعد اللہ کے فضل سے ہمارے بچے کو Cancer سے بھی شفاء ہو گئی ہے۔ الحمدللہ۔

اسی طرح مراکش کے ایک دوست نے بھی ملاقات کے دوران حضور انور کی خدمت میں اپنی یہ خواب سنائی کہ میں نے دیکھا کہ میں مراکش کے ایک شہر میں ہوں جہاں بہت سے لوگ ہیں اور مسجد کی طرف جا رہے ہیں۔ میں بہت پریشان تھا کہ میں کس مسجد کی طرف جاؤں۔ تب کسی نے کہا کہ دائیں ہاتھ والی مسجد میں جاؤ۔ اس وقت تمام مساجد میں خطبہ ہو رہا تھا۔ لیکن اس مسجد میں جو امام خطبہ دے رہے تھے ان کی داڑھی سفید تھی اور سر پر پگڑی پہنی ہوئی تھی۔ جب ان کا خطبہ شروع ہوا تو دوسرے مولویوں کا خطبہ بند ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس خواب کا ان کے دل و دماغ پر بڑا گہرا اثر تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ امام آپ تھے جنہیں بعد میں ایم ٹی اے کے ذریعہ سے میں نے پہچانا۔ اس دوست نے مزید بیان کیا کہ کچھ دنوں کے بعد میں نے پھر خواب دیکھا کہ میں مسجد سے باہر آیا ہوں۔ لوگ قطاروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح آخر پر ایک شخص بیٹھے ہیں (اور وہ خلیفۃ المسیح ہیں) اس موقعہ پر حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے ہمارا جلسہ دیکھا ہے اور اس میں بیعت کا منظر دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ دیکھا تو نہیں مگر مربی صاحب نے بتایا کہ ہماری بیعت اس طرح ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن میں نے اچانک MTA دیکھا تو جماعت کے بارے میں پتہ چلا۔ میں نے جب لوگوں کو بتایا تو انہوں نے مجھے احمق سمجھا۔ بعد میں ''الحوار المباشر'' کے ذریعہ ساری باتیں مجھ پر واضح ہوتی چلی گئیں اور آخر میں نے بیعت کر لی۔

ایک اور دوست نے اپنا خواب یوں بیان کیا کہ حضور مراکش میں میرے گھر آئے ہیں اور حضور کے ہاتھوں میں پانی کے دو ڈول ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ آب زم زم ہے۔ پھر میں آپ میرے گھر کے ایک کمرہ میں تشریف لے گئے اور ڈول ادھر رکھ دیئے۔ اور مجھے فرمایا کہ اب تم اندر چلے جاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں اندر گیا تو وہ دونوں ڈول پانی کا چشمہ بن چکے تھے۔

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر92

پچھلی قسط میں خلیج کی جنگ اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطبات کے حوالے سے آپ کے تجزیوں، نصائح، مشوروں اور دعاؤں وغیرہ پر مشتمل بعض اقتباسات پیش کئے گئے تھے، اس قسط میں بھی کچھ مزید اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

خدا کی راہ کے مزدور

حضور انور نے مغربی ممالک اور اقوام متحدہ کے بعض ظالمانہ مؤقف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اقوام متحدہ دراصل اقوام متحدہ نہیں ہے۔اقوام متحدہ کی عمارت انصاف پر قائم ہونی چاہئے اور خدا کے صالح عباد ہی اس کی یہ عمارت اس کی بنیادوں سے اٹھائیں گے۔اس ضمن میں آپ نے افراد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’آپ وہ مزدور ہیں جنہوں نے وہ نئی عمارتیں تعمیر کرنی ہیں۔نئی اقوام متحدہ کی بنیادیں تو ڈالی جاچکی ہیں، آسمان پر پڑ چکی ہیں۔ان کی عمارتوں کو آپ نے بلند کرنا ہے۔پس ان دو مقدس مزدوروں کو کبھی دل سے محو نہ کرنا جن کا نام ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام تھا۔اور ہمیشہ یاد رکھنا اور اپنی نسلوں کو نصیحتیں کرتے چلے جانا کہ اے خدا کی راہ کے مزدورو! اسی تقویٰ اور سچائی اور خلوص کے ساتھ، اسی توحید کے ساتھ وابستہ ہو کر اسے اپنے رگ وپے میں سرایت کرتے ہوئے تم اس عظیم الشان تعمیر کے کام کو جاری رکھو گے۔ایک صدی بھی جاری رکھو گے، اگلی صدی بھی جاری رکھو گے یہاں تک کہ یہ عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچے گی۔ اس عمارت کی تکمیل کا سہرا جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے ڈالی تھی جن کے ساتھ ان کے بیٹے اسماعیل نے مزدوری کی تھی خدا کی تقدیر میں ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر باندھا جاچکا ہے۔کوئی نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔ہم تو مزدور ہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے غلام، آپ کی خاک پا کے غلام ہیں۔پس آپ وفا کے ساتھ کام لیں اور نسلا بعد نسل اپنی اولاد کو یہ نصیحت کرتے چلے جائیں کہ تم خدا اور رسول کے مزدوروں کی طرح کام کرتے رہو گے، کرتے رہو گے، کرتے رہو گے، اپنے خون بھی بہاؤ گے اور پسینے بھی بہاؤ گے، اور کبھی نہیں تھکو گے نہ ماندہ ہو گے، یہاں تک کہ خدا کی تقدیر اپنے اس وعدہ کو پورا کردے کہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ (الصف:10) کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اس لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا کہ تمام ادیان پر غالب آجائے۔اور ایک ہی جھنڈا ہو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہو، اور ایک ہی دین ہو جو خدا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہو، اور ایک ہی خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہو۔خدا کرے کہ ہم اس کی بادشاہت کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25؍جنوری 1991ء)

میری روح کی آنکھ دیکھ رہی ہے

’’مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان دنیا کی آنکھوں سے آپ دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں، میری روح کی آنکھیں آج ان واقعات کو دیکھ رہی ہیں۔ان عظیم الشان تغیرات کو اس طرح دیکھ رہی ہیں جیسے میرے سامنے واقعہ ہو رہے ہیں۔ اور ہمارے مرنے کے بعد ہماری روحوں کو آشنا کیا جائے گا اور خبریں دی جائیں گی کہ اے خدا کے غلام بندو! خدا سے عشق اور محبت کرنے والے بندو! تمہاری روحیں ابدی سرور پائیں اور ابدی سکینت حاصل کریں کہ جن راہوں میں تم نے قربانیاں دی تھیں وہ راہیں شاہراہیں بن چکی ہیں۔اور جن تعمیرات میں تم نے اینٹ اور روڑے اور پتھر رکھے تھے وہ خدا کی توحید کی ایک عظیم الشان عمارت بن کر پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ ہوگا اور ایسا ہی ہوگا۔اللہ کرے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اس رنگ میں خدمت کی توفیق عطا ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25؍جنوری 1991ء)

اسلام کا نظام عدل رائج کریں

’’اسلام کو دنیا کے سامنے ایک ایسے مذہب کے طور پر پیش کیا جارہا ہے جس کا عدل کے ساتھ کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ اس میں سب سے بڑا قصور مُلّاں اور سیاستدان کا ہے۔ان دونوں کے گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں اسلام کے نظام عدل کو تباہ کیا جارہا ہے۔...... پہلا نظریہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ تلوار کا استعمال نظریات کی تشہیر میں نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔اور تلوار کے زور سے نظریات کو تبدیل کردینے کا نام اسلامی جہاد ہے۔لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ حق صرف مسلمانوں کو ہے، عیسائیوں یا یہود یا ہندوؤں یا بدھوں کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی مسلمان کے نظریئے کو بزور تبدیل کریں......۔

دوسرا جزو اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو کسی کا حق نہیں کہ اسے موت کی سزا دے......۔ لیکن اگر کوئی مسلمان دوسرا مذہب اختیار کرلے تو دنیا کے ہر مسلمان کا حق ہے کہ اس کی گردن اڑا دے......۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ شریعت اسلامیہ کو زبردستی ان شہریوں پر بھی نافذ کریں جو اسلام پر ایمان نہیں لاتے۔لیکن دوسرے مذاہب کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی اپنی شریعت مسلمانوں پر نافذ کریں......۔

آج دنیا میں اسلام کے خلاف سب سے زیادہ استعمال ہونے والا ہتھیار یہی وہ تین اصول ہیں جن کی فیکٹریاں مسلمان ملکوں میں لگائی گئی ہیں......۔مسلمانوں کے لئے اَور حقوق، غیروں کے لئے اَور حقوق، سارے حقوق دنیا میں راج کرنے کے مسلمانوں کو اور سب غیر ہر دوسرے حق سے محروم۔اگر، نعوذ باللہ من ذلک، یہ قرآنی اصول ہے تو لازمًا ساری دنیا اس اصول سے متنفر ہو گی اور مسلمانوں کو امن عالم کے لئے شدید خطرہ محسوس کرے گی......۔پس امر واقعہ یہی ہے کہ اسلامی ممالک میں اسلام کی طرف منسوب کئے جانے والے نہایت مہلک ہتھیاروں کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں۔اور مُلّاں ان کارخانوں کو چلا رہے ہیں۔اور بھاری تعداد میں دشمن ممالک ......کو بھیجے جاتے ہیں...... اور پھر یہی ہتھیار عالم اسلام کے خلاف استعمال کئے جاتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ 1991ء)

عالم اسلام کے لئے مزید مشورے

’’پس عالم اسلام کو میرا مشورہ یہی ہے کہ پہلے اسلام کی طرف لوٹو اور اسلام کے دائمی اور عالمی اصولوں کی طرف لوٹو، پھر تم دیکھو گے کہ خدا کی برکتیں کس طرح تم پر ہر طرف سے نازل ہوتی ہیں۔

دوسرا اہم مشورہ یہ ہے کہ علوم وفنون کی طرف توجہ کرو۔نعرہ بازیوں میں کتنی صدیاں تم نے گزار دیں......۔ دوسری قومیں علوم وفنون میں ترقی کرتی رہیں اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں تم پر ہر پہلو سے فتح یاب ہوتی رہیں اور تم ہر پہلو سے فضیلت لے جاتی رہیں۔پس بہت ہی بڑی اہمیت کی بات ہے کہ علوم وفنون کی طرف توجہ دو اور مسلمان طالب علموں کے جذبات سے کھیل کر، ان کو گلیوں میں لڑا کر، گالیاں دلوا کر ان کی اخلاقی تباہی کے سامان نہ کرو، اور ان کی علمی تباہی کے سامان نہ کرو اور پھر پولیس کے ذریعہ ان پر ڈنڈے برسا کر یا گولیاں چلا کر ان کی جسمانی تباہی کے سامان نہ کرو اور ان کی عزتوں کی تباہی کے سامان نہ کرو۔اب تک تو تم یہی کھیل کھیل رہے ہو۔ مسلمان نسلوں کو جوش دلاتے ہو اور پھر وہ بیچارے گلیوں میں نکلتے ہیں، اسلام کی محبت کے نام پر، پھر ان کو رسوا اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ان پر ڈنڈے برسائے جاتے ہیں، ان پر گولیاں برسائی جاتی ہیں، اور ان کو کچھ پتہ نہیں کہ ہم سے یہ کیوں ہورہا ہے؟ اس لئے جذبات سے کھیلنے کی بجائے ان کو حوصلہ دو، ان کو سلیقہ دو، ان کو تحمل کی تعلیم دو، ان کو بتاؤ کہ اگر تم دنیا کی قوموں میں اپنا کوئی مقام بنانا چاہتے ہو تو علم وفضل کی دنیا میں مقام بناؤ اس کے بغیر تمہیں دنیا میں قابل عزت مقام عطا نہیں ہوسکتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ 1991ء)

عرب اقوام کے لئے چند قیمتی مشورے

’’عربوں کو فوری طور پر اپنے اندرونی مسائل حل کرنے چاہئیں اور اس اندرونی مسائل کے دائرے میں مَیں ایران کو بھی شامل کرتا ہوں کیونکہ تین ایسے مسائل ہیں جو اگر فوری طور پر حل نہ کئے گئے تو عربوں کو فلسطین کے مسئلے میں کبھی اتفاق نصیب نہیں ہوسکے گا۔

ایران کی عربوں کے ساتھ ایک تاریخی رقابت چلی آرہی ہے جس کے نتیجے میں سعودی عرب اور کویت عراق کی مدد پر مجبور ہوگئے تھے اور باوجود اس کے کہ اندرونی طور پر اختلافات تھے وہ کسی قیمت پر برداشت نہیں کرسکتے کہ ایران ان کے قریب آ کر بیٹھ جائے۔دوسرا شیعہ سنی اختلاف کا مسئلہ ہے اور اس مسئلے میں بھی سعودی عرب حد سے زیادہ الرجک ہے۔ وہ شیعہ فروغ کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کرسکتا۔تیسرا مسئلہ کردوں کا مسئلہ ہے۔

جہاں تک دشمن کی حکمت عملی کا تعلق ہے اسرائیل سب سے زیادہ اس بات کا خواہش مند ہے کہ یہ تینوں مسائل بھڑک اٹھیں۔ چنانچہ جنگ ابھی دم توڑ رہی تھی کہ وہاں عراق کے جنوب میں شیعہ بغاوت کروادی گئی۔اور شیعہ بغاوت کے نتیجے میں ایران عرب رقابت کا مسئلہ خود بخود جاگ جانا تھا .... دشمن کی طرف سے یہ کوشش ابھی تک جاری ہے اور اگر یہ کامیاب ہوگئی تو اس کے نتیجہ میں دشمنوں کو دو اہم مقصد حاصل ہوجائیں گے۔

اول: ایران عرب رقابتیں بڑھنی شروع ہوں گی۔

اور

دوم: شیعہ سنی اختلافات بھڑک اٹھیں گے۔

اور یہ دونوں افتراق پھر دوسرے کئی قسم کے جھگڑوں حتیٰ کہ جنگوں پر بھی منتج ہوسکتے ہیں۔

کردوں کو بھی اسی وقت انگیخت کیا گیا ہے۔......

لیکن نہایت ضروری ہے کہ یہ تمام مسلمان قومیں جن کا ان مسائل سے تعلق ہے فوری طور پر آپس میں سر جوڑیں اور ان مسائل کو مستقل طور پر حل کرلیں، ورنہ یہ مسائل ایک ایسی تلوار کے طور پر ان کے سروں پر لٹکے رہیں گے جو ایسی تار سے لٹکی ہوئی ہوگی جس کا ایک سرا مغربی طاقتوں کی انگلیوں میں لپٹا ہوا ہے تاکہ وہ جب چاہیں اس کو گرا کر سروں کو زخمی کریں، جب چاہیں اتار کر سر سے لے کر دل تک چیرتے چلے جائیں......۔

ایک اور اہم مشورہ ان کے لئے یہ ہے کہ امریکہ اسرائیل پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ اردن کا مغربی کنارہ خالی کردے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ سب قصہ ہے، ایک ڈرامہ کھیلا جارہا ہے۔ اگر امریکہ اس بات میں مخلص ہوتا کہ اسرائیل اردن کا مغربی کنارہ خالی کردے تو صدام حسین کی یہ پہلے دن کی پیشکش قبول کرلیتا کہ ان دونوں مسائل کو ایک دوسرے سے باندھ لو، میں کویت خالی کرتا ہوں تم اسرائیل سے عربوں سے مقبوضہ علاقے خالی کرالو۔خون کا ایک قطرہ بہے بغیر یہ سارے مسائل حل ہوجانے تھے۔

پھر بڑی تیزی سے اسرائیل وہاں یہودی بستیاں تعمیر کررہا ہے۔ جو روپیہ اسرائیل کو اس وقت مغربی طاقتوں کی طرف سے دیا گیا ہے وہ اکثر اردن کے مغربی کنارہ کے علاقہ میں روس کے یہودی مہاجرین کو آباد کرنے کی غرض سے دیا گیا۔اس لئے عقلاً کوئی وجہ سمجھ ہی نہیں آتی کہ ایسا واقعہ ہوجائے کہ امریکا اس دباؤ میں سنجیدہ ہو اور اسرائیل اس بات کو مان جائے۔ایک خطرہ ہے کہ اس کو ایک طرف رکھ کر شام کو یہ مجبور کیا جائے کہ مصر کی طرح تم بھی باہمی دوطرفہ سمجھوتے کے ذریعہ اسرائیل سے صلح کر لو۔اگر یہ ہوا تو فلسطینیوں کا عربوں میں نگہداشت کرنے والا اور ان کے سر پر ہاتھ رکھنے والا سوائے عراق اور اردن کے اور کوئی نہیں رہے گا۔عراق کا جو حال ہوچکا ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں، اردن میں پہلے ہی اتنی طاقت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ اسرائیل اردن سے چھیڑ چھاڑ جاری رکھے کہ چونکہ اردن نے ہمارے خلاف جارحیت کا نمونہ دکھایا ہے یا ہمارے دشمنوں کی حمایت کی ہے، اردن کو بھی اپنے قبضہ میں لے سکے۔

اس نقطہ نگاہ سے مشرق وسطیٰ کی تین قوموں ایران عراق اور اردن کا اتحاد انتہائی ضروری ہے۔اور اسکے علاوہ دیگر عرب قوموں سے ان کی مفاہمت بہت ضروری ہے۔تاکہ یہ تین ایک طرف نہ رہیں بلکہ کسی نہ کسی حد تک دیگر عرب قوموں کی حمایت بھی انکو حاصل ہو۔

ایک اور مسئلہ جو اب اٹھایا جائے گا وہ سعودی عرب کے اور کویت کے تیل سے ان عرب ملکوں کو خیرات دینے کا مسئلہ ہے جو تیل کی دولت سے خالی ہیں۔ یہ انتہائی خوفناک خودکشی ہوگی۔ اگر ان ملکوں نے اس طریق پر سعودی عرب اور کویت کی امداد کو قبول کرلیا کہ گویا وہ حقدار تو نہیں لیکن خیرات کے طور پر ان کی جھولی میں بھیک ڈالی جارہی ہے۔ اس کے نتیجہ میں فلسطین کے مسئلے کے حل ہونے کے جو باقی امکانات رہتے ہیں وہ بھی ہمیشہ کے لئے مٹ جائیں گے۔ اس لئے اس مسئلہ پر عربوں کو یہ مؤقف اختیار کرنا چاہئے کہ عربوں کو خدا تعالیٰ نے جو تیل کی دولت دی ہے وہ سب کی مشترک دولت ہے۔اور ایسا فارمولہ طے کرنا

چاہئے کہ اس مشترک دولت کی حفاظت بھی مشترک طور پر ہو اور اس کی تقسیم بھی منصفانہ ہو۔ البتہ جن ملکوں میں یہ دولت دریافت ہوئی ہے ان کو پانچواں حصہ (جیسا کہ اسلامی قانون خزائن کے متعلق ہے) یا فقہاء کے نزدیک اگر اختلافات ہوں جو کچھ نہ کچھ حصہ زائد دے دیا جائے مگر مشترکہ دولت کے اصول کو منوانا اور اس پر قائم رہنا ضروری ہے۔ اس کے بعد ان کو جو کچھ ملے گا وہ عزت نفس قربان کر کے نہیں ملے گا بلکہ اپنا حق سمجھتے ہوئے ملے گا۔ اور امر واقعہ یہی ہے کہ سارا عالم عرب ایک عالم تھا جسے مغربی طاقتوں نے توڑا ہے۔ اور اپنے وعدے توڑتے ہوئے توڑا ہے۔ ورنہ پہلی جنگ عظیم کے معاً بعد واضح اور قطعی وعدہ انگریزی حکومت کی طرف سے تھا کہ ہم ایک متحد آزاد عرب کو پیچھے چھوڑ کر جائیں گے۔ وہ متحد آزاد عرب کا وعدہ انکے حق میں ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سارے عرب کی دولت مشترکہ دولت تسلیم کر لی گئی تھی۔ اس اصول کو پکڑ کر اسے مضبوطی سے تھام لیا چاہئے اور اس گفت وشنید کو ان خطوط پر آگے بڑھانا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ مارچ 1991ء)

اپنی نیتوں کو ٹٹولو

"یہ نصیحتیں کن پر اثر کریں گی؟ کون سے کان ہوں گے جو ان نصیحتوں کو سنیں گے؟ کون سے دل ہوں گے جو ان نصیحتوں کو سن کر ہیجان پذیر ہوں گیا وران میں حرکت پیدا ہوگی؟ اگر تمام تر سیاست اور اخلاق اور اقتصادیات کی بنیاد ہی متزلزل ہو، اگر نظریات بگڑے ہوئے ہوں، اگر نیتیں گندی ہو چکی ہوں تو دنیا میں کوئی صحیح نصیحت کسی پر اثر نہیں دکھا سکتی۔ اس لئے جس طرح میں نے غیر قوموں کو نصیحت کی ہے کہ خدا کے لئے اپنی نیتوں کی حفاظت کرو، تمہاری نیتوں میں شیطان اور بھیڑیئے شامل ہیں اور دنیا کی ہلاکت کا فیصلہ تمہاری نیتیں کرتی ہیں......اسی طرح میں مسلمان ملکوں اور تیسری دنیا کے ملکوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اپنی نیتوں کو ٹٹولو۔ اگر تم اس لئے بچپن سے انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کر رہے ہو کہ رشوت لینے کے بڑے مواقع ہاتھ آئیں گے اور بڑی بڑی کوٹھیاں بناؤ گے......تو اس نیت کے ساتھ تم دنیا میں کچھ بھی تعمیر نہیں کر سکتے......اگر سیاستدان بننے کے وقت تم نے یہ خوابیں دیکھیں یا اس سے پہلے یہ خوابیں دیکھی تھی کہ جس طرح فلاں سیاستدان نے اقتدار حاصل کیا (اس سے پہلے وہ دو کوڑی کا چڑاسی یا تھانیدار تھا یا کسی اور محکمے کا افسر تھا۔ استعفیٰ دیا اور سیاست میں آیا اور پھر اس طرح کروڑ پتی بن گیا اور اتنی عظمت اور جبروت حاصل کی) آؤ ہم بھی اس کے نمونے پر چلیں......تو پھر تم نے سیاست کی ہلاکت کا اسی دن فیصلہ کر لیا اور تم اگر کسی قوم کے راہنما ہوئے تو تم پر یہ مثال صادق آئیگی کہ:

إذا كان الغراب دليل قوم
سيهديهم طريق الهالكين

کہ دیکھو جب کبھی بھی کوے قوم کی سرداری کیا کرتے ہیں تو ان کو ہلاکت کے رستوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ پس نیتوں کی اصلاح کرو اور یہ فیصلے کرو کہ جو کچھ گزر چکا گزر چکا، آئندہ سے تم قوم کی سرداری کے حقوق ادا کرو گے، سرداری کے حقوق اس طرح ادا کرو جس طرح حضرت محمد ﷺ نے تمام عالم کی سرداری کے حق ادا کئے تھے وہی ایک رستہ ہے سرداری کے حق ادا کرنے کا۔ اسکے سوا اور کوئی رستہ نہیں۔ حضرت عمرؓ جب بستر علالت پر آخری گھڑیوں تک پہنچے اور قریب تھا کہ دم توڑ دیں تو بڑی بے چینی اور بے قراری سے یہ دعا کر رہے تھے ک اے خدا! اگر میری کچھ نیکیاں ہین تو بے شک ان کو چھوڑ دے۔ میں ان کے بدلے کوئی اجر طلب نہیں کرتا مگر میری غلطیوں پر پرسش نہ فرمانا۔ مجھ میں یہ طاقت ہی نہیں کہ میں اپنی غلطیوں کا حساب دے سکوں۔ یہ وہ لوح ہے جو اسلامی سیاست کی روح ہے اس روح کی آج مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ اور غیر مسلموں کو بھی ضرورت ہے۔ آج کے تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ سیاست کی اس روح کو زندہ کردو تا مرتی ہوئی انسانیت زندہ ہو جائے۔ یہ روح زندہ رہی تو جنگوں پر موت آ جائیگی، لیکن اگر یہ روح مرنے دی گئی اور جنگیں پھر زندہ ہو گئیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت جنگوں کو موت کے گھاٹ اتار نہیں سکتی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ 1991ء)

اس دردناک واقعہ سے سبق

"خلیج کی جنگ کے اس دردناک واقعہ میں ہمارے لئے بہت گہرے سبق ہیں اور سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے اعلیٰ پائیدار اور ناقابل تسخیر اصولوں کی طرف لازماً لوٹنا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کے حق میں یہ وعدہ پورا نہیں ہوگا کہ ارض کے اوپر خدا کے پاک بندوں کی حکومت لکھی جا چکی ہے (أن الأرض يرثها عبادي الصالحون۔ ناقل) الأرض یعنی فلسطین کی زمین ہو یا ساری دنیا مراد ہو جب تک عباد الصالحین پیدا نہیں ہوتے اور قرآن کریم کے پاکیزہ، ہمیشہ رہنے والے، ہمیشہ غالب آنے والے اصولوں پر عمل نہیں کرتیا سی وقت تک ان کے مقدر میں کوئی دنیاوی فتح بھی نہین لکھی جائے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ 1991ء)

پرسوز دعاؤں کی تحریکات کے بعض نمونے

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار

"جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے میری نصیحت یہ ہے کہ خواہ وہ آپ سے فائدہ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں، خواہ وہ آپ کو اپنا بھائی شمار کریں یا نہ کریں، دعا کے ذریعے آپ امت محمدیہ ﷺ کی مدد کرتے چلے جائیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کی اس تعلیم کو کبھی فراموش نہ کریں کہ

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعویٰ حبّ پیمبرم

کہ اے میرے دل! تو اس بات کا ہمیشہ دھیان رکھ، ہمیشہ اس بات کا خیال رکھ کہ یہ تیرے دشمن یعنی مسلمانوں میں سے جو دشمنی کر رہے ہیں، آخر تیرے محبوب رسولؐ کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پس تو اس محبوب رسولؐ کی محبت کی خاطر ہمیشہ ان سے بھلائی کا سلوک کرتا چلا جا۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/اگست 1990ء)

دنیا کو بتادیں کہ خدا آپ کا ہے

"ہم بہت کمزور ہیں، لیکن ہم دعا کر سکتے ہیں، دعا کرنا جانتے ہیں، دعاؤں کے پھل ہم نے کھائے ہوئے ہیں اور کھاتے ہیں۔ پس جب نمازوں میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْن کی دعا کیا کریں تو خصوصیت کے ساتھ موجودہ حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ سے یہ عرض کیا کریں کہ مکے اور مدینے کی بستیوں کا تقدس تو عبادت سے وابستہ ہے اور ہمیشہ عبادت سے وابستہ رہے گا۔ یہ بستیاں اس لئے مقدس ہیں کہ ان بستیوں میں ابراہیم علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ نے عبادتیں کی ہیں۔ پس آج ان عبادتوں کو زندہ کرنے والے ہم تیرے عاجز غلام ہیں، اُس شان کے ساتھ نہیں مگر جس حد تک بھی توفیق پاتے ہیں ہم ان عبادتوں کو اسی طرح زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پس اے ہمارے معبود! ہماری عبادتوں کو قبول فرما اور ہماری مدد فرما اور آج اگر تو نے عبادت کرنے والوں کی مدد نہ کی تو دنیا سے عبادت اٹھ جائے گی اور دنیا سے عبادت کا ذوق اٹھ جائے گا۔ پس تو ہماری التجاؤں کو قبول فرما۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں، دنیا کی قوم کی طرف نہیں دیکھ رہے تیری طرف دیکھ رہے ہیں، تیرے حضور جھک رہے ہیں، تو مدد فرما۔ اگر ہماری یہ دعا قبول ہو جائے اور اگر دل کی گہرائیوں سے اٹھے اور تمام دنیا سے احمدی یہ دعائیں کر رہے ہیں تو ہرگز بعید نہیں کہ یہ دعا قبول ہو جائے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ Ball کسی اور کی کورٹ میں نہیں رہے گا، Ball تقدیر الٰہی کی کورٹ کی طرف واپس چلا جائے گا۔ اور آپ کی دعائیں ہیں جن کا ہاتھ تقدیر الٰہی پر پڑتا ہے یا جن کا ہاتھ تقدیر الٰہی کے قدموں کو چھوتا ہے اور پھر تقدیر الٰہی آپ کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ رنگ بدلتی چلی جاتی ہے۔ اب دنیا کو یہ بدلتے ہوئے رنگ دکھا دیں اور دنیا کو بتا دیں کہ خدا آپ کا ہے اور آپ جس کے ساتھ ہیں خدا اس کے ساتھ ہوگا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ جنوری 1991ء)

روح کا آستانہء الوہیت پر پگھلنا شرط ہے

"خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام یہ لکھتے ہیں کہ یہ مقدر تھا اور ہے کہ ایسا ضرور ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب مسیح کی روح آستانہ الوہیت میں پگھلے گی اور راتوں کی اس کے سینے سے دردناک آوازیں اٹھیں گی تو خدا کی قسم دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں اس طرح پگھلنے لگیں گی جیسے برف دھوپ میں پگھلتی ہے اور اس طرح ان طاقتوں کے ہلاک ہونے کے دن آئیں گے اور ان کے تکبر کے ٹوٹنے کے دن آئیں گے۔

مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام تو آج نہیں لیکن مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کی روح جماعت احمدیہ میں زندہ ہے۔ پس اے مسیح موعود کی روح کو اپنے سینے میں لئے ہوئے احمدیو! خدا کے حضور راتوں کو اٹھو اور اس طرح پگھلو ور دردناک کراہ کے ساتھ اور دردناک چیخوں اور سسکیوں کے ساتھ خدا کے حضور گریہ وزاری کرو، اور یقین رکھو کہ جب تمہاری روحیں اسکے آستانہ پر پگھلیں گی تو دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کے پگھلنے کے دن آ جائیں گے۔ اور یہ وہ تقدیر ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22/ فروری 1991ء)

ہماری دعائیں ضرور قبول ہونگی

"انشاء اللہ ہماری دعائیں ضرور قبول ہوں گی اور یہ عظیم تاریخی دور جس میں ہم داخل ہوئے ہیں اس کا پلہ بالآخر انشاء اللہ اسلام کے حق میں ہوگا مگر ہماری دعا اور کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اس تقدیر کو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھ لیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15/مارچ 1991ء)

(باقی آئندہ)

پیر محل میں مذہبی تعصب کی بنا پر احسان الرحمٰن صاحب کی جماعت احمدیہ کے اپنے قبرستان میں تدفین روکنا انسانی شرف کے خلاف اور مذہبی انتہا پسندی کی بدترین مثال ہے۔

ربوہ (پ ر) جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان سلیم الدین نے پیر محل میں ایک احمدی احسان الرحمٰن صاحب کی جماعت احمدیہ کے اپنے قبرستان میں تدفین روکنے کو انسانی شرف کے خلاف اور مذہبی انتہا پسندی کی بدترین مثال قرار دیتے ہوئے اس پر تاسف کا اظہار کیا ہے۔ ربوہ سے جاری ہونے والے ایک بیان میں ترجمان جماعت احمدیہ نے پریس کو بتایا کہ 13/اپریل کو پیر محل میں ایک احمدی احسان الرحمٰن کی وفات کے بعد احمدیہ قبرستان میں تدفین کے لئے قبر تیار کی جا رہی تھی کہ چند شرپسندوں نے جبراً کام بند کروا دیا۔ مقامی انتظامیہ اطلاع ملنے پر پہنچی تو اس نے بھی مخالفین کے غیر قانونی اور غیر اخلاقی دباؤ پر تدفین روک دی۔

ترجمان نے بتایا کہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کمالیہ نے 1988ء میں جماعت احمدیہ پیر محل کو 8 کنال 2 مرلے رقبہ قبرستان کی غرض سے قانونی تقاضوں کے مطابق الاٹ کیا تھا۔ اب تک اس میں دو احمدیوں کی تدفین ہو چکی ہے۔ قبروں کی حفاظت کے پیش نظر جون 2009ء میں جماعت احمدیہ کی جانب سے قبرستان کی چار دیواری کے طور پر شروع کی ہوئی اس دیوار کو بھی ایک شرپسند گروپ نے گرا دیا تھا۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے اس افسوسناک واقعہ پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں افراد جماعت کے حقوق ان کی زندگیوں میں بھی محفوظ نہیں ہیں اور وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ کئے جانے والے سلوک کی دنیا کا کوئی مذہب اجازت نہیں دیتا۔ جماعت احمدیہ کے ساتھ سیاسی اور قانونی طور پر تعصب روا رکھا جا رہا ہے اور انتظامیہ سماجی سطح پر مٹھی بھر شرپسندوں کے دباؤ پر بے بسی کا تاثر دے رہی ہے جس سے شرپسندوں کے حوصلے بڑھ رہے ہیں۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے ملک کے انصاف پسند حلقوں سے سوال کیا کہ پولیس اور انتظامیہ جن کا کام معاشرے کے کمزور اور پرامن افراد کو تحفظ دینا ہے۔ آخر کب تک مذہبی انتہا پسندوں اور شرپسندوں کے آگے جھکتی رہے گی۔

احباب جماعت اپنے پاکستانی مظلوم احمدیوں کو خاص طور پر اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کی گرفت فرمائے اور احمدیوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور عوام الناس کو ہدایت دے۔

❀❀❀❀❀❀

خطبہ جمعہ

باوجود اسلام مخالف مہمات کے یورپ کے مختلف ممالک اور مختلف شہروں میں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ مسلمہ کو مساجد بنانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل ہے کہ وہ راستے کھول دیتا ہے۔

ہر احمدی کو احمدیت کا سفیر بننے کی ضرورت ہے تا کہ جماعت کا یہاں مضبوط بنیادوں پر قیام اور استحکام ہو جائے اور جو ملک آج مسیح موسوی کی خلافت کا مرکز ہے اس میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کی کثرت ہو جائے۔

اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے عہدِ بیعت کا پاس کرنے والے رہیں گے اور خلافتِ احمدیہ سے وفا کا تعلق رکھیں گے تو آج نہیں تو کل، اور کل نہیں تو پرسوں اس مقصد کو حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ آپ نہیں تو آپ کی نسلیں ضرور یہ نظارے دیکھیں گی۔ انشاء اللہ

ہماری فتح دعاؤں ہی سے ہونی ہے۔ پس فتح کے حصول کے لئے دعاؤں کے اس ذریعے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے اور وہ نماز ہے۔

جماعت کی لڑی میں پروئے رہنے اور اس سے فیض پانے، اسی طرح نظامِ خلافت کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے، اُس نظام سے فائدہ اٹھانے کے لئے جس کے دائمی رہنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی تقویٰ پر چلنا بھی شرط ہے۔ تقویٰ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہر فردِ جماعت اپنے عہدیدار کے ساتھ مکمل تعاون اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والا ہو اور ہر عہدیدار اپنے سے بالا عہدیدار کا احترام، تعاون اور اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔

(اٹلی کی سرزمین سے پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کیا گیا)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ مورخہ 16 ر اپریل 2010ء بمطابق 16 ر شہادت 1389 ہجری شمسی بمقام بیت التوحید۔ سان پیٹرو۔ اٹلی (Italy)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اٹلی کے اس شہر میں جس کا نام ''سان پیٹرو ہے'' جو ''بولون'' Bologna کے علاقے کا ایک شہر یا قصبہ ہے، سے خطبہ دینے کی توفیق مل رہی ہے اور دنیا میں اس ملک سے پہلی دفعہ لائیو خطبہ بھی نشر ہو رہا ہے۔ ایک لمبے عرصے تک جماعت کے افراد، کچھ حد تک افراد جماعت کی تعداد ہونے کے باوجود یا جماعت کے قیام کے باوجود یہاں کی جماعت کے پاس کوئی جماعتی جگہ یا سینٹر نہیں تھا۔ تقریباً دو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ جگہ جماعت کو خریدنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اب آپ کو یہاں مسجد بنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور راستے میں جو بعض روکیں ہیں، وہ دور فرمائے۔ علاقے کے لوگوں کی طرف سے اسلام مخالف مہم کی وجہ سے یا بعض مسلمانوں (مسلمان گروپوں) کی ایسی حرکات کی وجہ سے جنہوں نے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے، جن لوگوں کے دل اسلام کی مخالفت سے بھرے ہوئے ہیں، جو اس تلاش میں ہوتے ہیں کہ کوئی موقعہ ملے تو اسلام کو اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی جائے انہیں اس قسم کے مسلمان گروپوں کی وجہ سے اسلام کے خلاف باتیں کرنے اور ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا کر اسے ہوا دینے کا موقع مل جاتا ہے۔ بہرحال دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اب یہ روکیں دور فرمائے اور نہ صرف یہاں بلکہ روم میں بھی ہمیں مسجد اور مشن ہاؤس بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ باوجود اسلام مخالف مہمات کے یورپ کے مختلف ممالک اور مختلف شہروں میں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ مسلمہ کو مساجد بنانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل ہے کہ وہ راستے کھول دیتا ہے۔ بعض مشکلات بھی آتی ہیں، بعض جگہ پر جگہ دینے سے انکار بھی ہوئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر کوئی اور ایسی سبیل نکال دیتا ہے جو ہماری سوچ سے بھی بہتر ہوتی ہے۔ پس یہ ہوا اللہ تعالیٰ نے چلائی ہے کہ جماعت احمدیہ کے پھیلنے اور حقیقی اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچانے کے سامان بہم پہنچا رہا ہے۔ ہمارا اس میں کوئی کمال نہیں ہے۔ نہ ہی ہماری کوئی محنت ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا، ہمارے یہاں اس سینٹر میں ہی آنے کی مخالفت بھی کی گئی۔ پھر جب کونسلرز کو، علاقے کے لوگوں کو جماعت اور اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کروانے کی توفیق ملی تو بہت سے ہمسایوں بلکہ میئر سمیت کئی کونسلروں نے بھی ہمارے حق میں آواز اٹھائی۔ پرسوں بھی جو علاقے کے میئر یہاں ریسپشن میں تشریف لائے ہوئے تھے باتوں میں کہہ رہے تھے کہ یہاں جماعت کا مرکز بننے میں کوئی روک نہیں ہونی چاہئے انشاء اللہ۔ کیونکہ اس جگہ کے ارد گرد ہماری جماعت کے اکثر ہمسایوں کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور وہ ہمیں امن پسند سمجھتے ہیں۔ بہرحال یہ سب باتیں یہاں رہنے والے احمدیوں پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتی ہیں۔ یہاں سے میری مراد اس ملک میں رہنے والے ہر احمدی سے ہے۔ چاہے وہ ملک کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو۔ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ مسیح محمدی کو ماننے والا اور اس کے غلاموں میں شامل ہے۔ آپ اُس ملک میں رہ رہے ہیں جس کے ایک حصہ میں عیسائیت کی خلافت کا مرکز ہے۔ چاہے دنیاداری کی طرز ہی باقی رہ گئی ہے لیکن بہرحال انہوں نے ابھی تک پاپائیت کے نظام اور استحکام کو قائم رکھنے کی کوشش کی ہوئی ہے اور پوپ کا احترام بھی ہے۔ یورپ میں بہت بڑی اکثریت پوپ کو ماننے والے کیتھولک عیسائیوں کی ہے۔

بہرحال اب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق مسیح محمدی نے تمام دنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرانے اور سعید روحوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنے کا کام کرنا ہے اور یہ ہر احمدی کی ذمہ داری ہے۔ فی الحال تو یہاں ہمارے کوئی باقاعدہ مبلغ بھی نہیں ہیں۔ سوئٹزر لینڈ سے ہمارے مبلغ یہاں آتے ہیں۔ کوشش ہو رہی ہے، خدا تعالیٰ کرے کہ یہاں مستقل مبلغ کے آنے کا انتظام بھی جلدی ہو جائے۔ اس لئے بھی ہر احمدی کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنی کوششوں اور اپنی حالتوں میں ایسی تبدیلی پیدا کریں کہ انتظامیہ کو خود بخود ہی یہ احساس ہو کہ جس جماعت کے عام افراد بھی اس طرح اعلیٰ اخلاق اور روحانی معیار

کے ہیں اور قانون کے پابند ہیں اس کے مشنری کا بھی یقیناً اعلیٰ معیار ہوگا۔ اس لئے اجازت ملنے میں کوئی روک نہیں ہونی چاہئے۔ پس ہر احمدی کو احمدیت کا سفیر بننے کی ضرورت ہے تا کہ جماعت کا یہاں مضبوط بنیادوں پر قیام اور استحکام ہو جائے۔ لیکن یہ بھی واضح ہو کہ مبلغ کے آنے کے بعد آپ کی ذمہ داریاں کم نہیں ہو جائیں گی بلکہ پہلے سے بڑھ کر اپنے روحانی اور اخلاقی معیاروں کو بلند کرنے کی ضرورت ہوگی تا کہ صرف ایک دو نہیں بلکہ پورے ملک میں ہمارے مبلغین اور مساجد کا جال بچھ جائے۔ جو ملک آج مسیح موسوی کی خلافت کا مرکز ہے اس میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کی کثرت ہو جائے۔ اور یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے عہدِ بیعت کا پاس کرنے والے رہیں گے اور خلافتِ احمدیہ سے وفا کا تعلق رکھیں گے تو آج نہیں تو کل، اور کل نہیں تو پرسوں اس مقصد کو حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ آپ نہیں تو آپ کی نسلیں ضرور یہ نظارے دیکھیں گی۔ انشاء اللہ۔ عیسائیت تو کئی صدیوں کی سختیوں کے بعد جو موحّد عیسائیوں کو برداشت کرنی پڑیں، یہاں پھیلی اور وہ توحید کی بجائے تثلیث کے نظریے کو لے کر پھیلی۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت یعنی حقیقی اسلام نے تثلیث کو پھر توحید میں بدل کر توحید کے قیام کے لئے کوشش کرنی ہے اور پھر توحید کے قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو اس ملک میں لہراتے چلے جانے کی کوشش کرتے چلے جانا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں یہ پیغام پہنچانے کے لئے مسیح محمدی کے غلام قربانیاں دیتے چلے جائیں گے اور یہ قربانیاں اسی صورت میں ہو سکتی ہیں جب ہم تقویٰ پر قدم مارنے والے بنیں گے۔ جب اپنے مقصدِ پیدائش کو سمجھنے والے بنیں گے۔ جب اپنی حالتوں پر نظر رکھنے والے بنیں گے۔ جب دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ جب آپس کے تعلقات محبت، پیار اور بھائی چارے کی مثال بن جائیں گے۔ جب نظامِ جماعت سے پختہ تعلق جوڑیں گے۔ جب خلافتِ احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھیں گے۔ جب مسیح موعود سے کئے گئے عہدِ بیعت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں گے۔ جب اللہ اور رسول کی حکومت اپنے اوپر قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ پس جو پاکستانی قومیت رکھنے والے ہیں اور اپنے ملک کے حالات کی وجہ سے اس ملک میں آئے ہیں۔ یہاں آپ کو مذہبی لحاظ سے ذہنی سکون بھی ہے اور اکثریت کے مالی حالات بھی اللہ تعالیٰ نے بہتر کئے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو موقع دیا ہے تو اپنے خدا کا شکر گزار بندہ بنیں۔ اور اس شکر گزاری کا اظہار اس صورت میں ہوگا، جب ان باتوں پر جو ابھی میں نے بیان کی ہیں، نظر رکھتے ہوئے تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں پاکستانی احمدیوں کے بعد دوسری بڑی تعداد افریقن احمدیوں کی ہے، اور ان میں بھی گھانین احمدیوں کی۔ اور پھر مراکش اور الجزائر کے رہنے والے احمدی ہیں۔ آپ لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے دنیاوی لحاظ سے بہتر حالت میں کیا ہے۔ آپ کا بھی فرض ہے کہ اپنے عہدِ بیعت کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ افریقن نژاد احمدیوں میں سے بہت سے ایسے ہیں جنہیں خود یا ان کے بڑوں کو تثلیث کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اب آپ کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس دین میں شامل ہونے کے بعد یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ عیسائیوں کو بہتر رنگ میں توحید کا پیغام پہنچائیں۔ اور پھر یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے جب آپ دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مالی لحاظ سے اس ملک میں آپ کو کشائش عطا فرمائی ہے۔ اور اس طرح سے یہ ذمہ داری ان عرب ممالک کے جزائر اور مراکش کے رہنے والے احمدیوں کی بھی ہے کہ جس انعام کو خدا تعالیٰ نے آپ کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے جو روحانی مائدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے آپ کو ملا ہے اس سے دوسروں کو بھی فیضیاب کرنے کے سامان کریں۔

ایک حقیقی مسلمان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے تحت یہ کام ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه حدیث نمبر 13)

پس اپنے ہم وطنوں، عزیزوں اور رشتے داروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلامِ صادق کا پیغام پہنچائیں۔ تبھی آپ حقیقی احمدی ہونے کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

مراکش اور الجزائر کے احمدی ہونے والے بعض افراد نے دورانِ ملاقات مجھے بتایا ہے کہ انہیں خدا تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ مبارک دکھا کر یا کسی اور طرح سے خواب میں احمدیت کی صداقت کے بارے میں بتا کر احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا فعل یقیناً آپ کی کسی نیکی کی وجہ سے آپ کے حق میں صادر ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جس کا بدلہ آپ تمام زندگی بھی کوشش کریں تو نہیں اتار سکتے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمن:61) کہ احسان کی جزا احسان کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتی ہے؟ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ بچپن کی پرورش کی وجہ سے ہمیں یہ حکم ہے کہ یہ احسان جو تمہارے والدین نے تم پر کیا ہے، ہمیشہ ان کے احسان کو یاد رکھتے ہوئے ان سے حسنِ سلوک رکھو۔ بلکہ حدیث میں ہے کہ ان کے احسان کا بدلہ تم تمام عمر اتار ہی نہیں سکتے۔ تو خدا تعالیٰ جو سب سے بڑھ کر اپنے نیک بندوں پر احسان کرنے والا ہے، بلکہ اپنے تمام بندوں پر احسان کرنے والا ہے وہ کس قدر حق رکھتا ہے کہ اس کے احسان کا بدلہ اتارا جائے یا اتارنے کی کوشش کی جائے؟ ایک تو اس کی رحمانیت کی وجہ سے اس کا احسانِ عام ہے جو ہر مخلوق پر ہو رہا ہے۔ اور یہ احسانِ عام ایک نیک فطرت کے لئے اس کی ربوبیت کی شکر گزاری کرتے ہوئے اسے سر اٹھانے کی مہلت نہیں دیتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ روحانی طور پر خود رہنمائی فرما رہا ہو اور آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے اپنے خاص فضل سے رہنمائی کر رہا ہو تو یہ خدا تعالیٰ کا کس قدر بڑا احسان ہے، جس کو انسان چاہے بھی تو نہیں اتار سکتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان کا معاملہ آئے گا تو یہ یکطرفہ معاملہ ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے احسان کو اتارنا ممکن ہی نہیں۔ اور ایک عبدِ رحمان کے لئے صرف اور صرف ایک راستہ ہے کہ تا حیات اس کی نعمتوں کا اظہار کرتا رہے اور اس کا شکر گذار بندہ بنا رہے۔ اور ایک احمدی کا یہ کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو اپنے ماحول میں پھیلانے کی ہر وقت کوشش کرتا رہے۔

پس یہاں رہنے والے عرب احمدیوں سے یعنی مراکش اور الجزائر وغیرہ کے احمدی جو ہیں ان سے بھی میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بدلہ تو نہیں اتارا جا سکتا۔ لیکن شکر گزاری کا اظہار خاص طور پر اپنے ہم قوموں اور ہم وطنوں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچاتے ہوئے کرتے چلے جائیں۔ یہ پیغام اور جو باتیں مَیں کر رہا ہوں صرف عربی بولنے والوں کے لئے نہیں ہیں یا جو میں نے پاکستانی اور افریقن یا عربوں کا ذکر کیا ہے صرف ان کے لئے نہیں ہیں۔ یہاں ہمارے بنگالی احمدی بھی ہیں ان کا بھی یہ کام ہے کہ اسی نہج پر کام کرتے چلے جائیں۔ بلکہ یہ پیغام ہر قوم کے فرد کے لئے ہے۔ ہماری زندگیاں بھی اس کام میں ختم ہو جائیں تب بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے احسان کا بدلہ اتار دیا ہے۔ خالق و مالک اور ربّ کے احسانوں کا بدلہ کس طرح اتر سکتا ہے؟ ہاں ہم اس کے احکامات پر عمل کرنے کی وجہ سے اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں بشرطیکہ ہمارا ہر قول و فعل خالصتاً اس کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس زمانے کے امام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق مسیح موعود و مہدی معہود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی اور یہ توفیق عطا فرماتے ہوئے ہمیں اس گروہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے آپ کے حکم کو پورا کرنے والا بنا۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلوں پر احسان کیا تو اب اسی طرح آخرین پر بھی احسان کیا۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے اس احسان کو یاد دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (الحجرات:18)۔ اللہ تمہیں ایمان کی طرف ہدایت دینے کا تم پر احسان رکھتا ہے۔ پس ایمان کی قبولیت اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے ہے۔ اور اس احسان کی شکر گزاری ایمان میں ترقی کی طرف بڑھنے کی کوشش ہے۔ اور اس کوشش میں ایک حقیقی مسلمان یا حقیقی مومن اس وقت قدم مارنے والا کہلا سکتا ہے جب دل میں تقویٰ پیدا ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول مدِ نظر ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا مقصدِ پیدائش سامنے ہو، جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ (الذاریات:57) اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کا اگر کوئی مقصد ہے تو یہی مقصد ہے۔

ایک عبادت کرنے والا انسان ہی حقیقی عبدِ رحمان کہلا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا شکر گزار ہو سکتا ہے۔ پانچ وقت باقاعدہ نمازوں کے علاوہ ذکرِ الٰہی بھی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کسی بھی کام کو کرنا عبادت بن جاتا ہے۔ لیکن نماز تمام عبادات کا مغز ہے۔ پس سب سے پہلے تو ایک مومن بننے کے لئے اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔ انہیں قائم کرنے کی کوشش کریں۔ یہ جو آپ سینٹر بنا رہے ہیں یہاں اور پھر مسجد بنانے کی بھی کوشش ہوگی انشاء اللہ۔ اسی طرح روم سے آئے ہوئے بھی بعض احمدیوں نے بھی مجھے دعا کے لئے کہا کہ ہم لوگ بھی مسجد بنانے کے قابل ہو جائیں۔ تو یہ خواہشات اور دعائیں قبول کروانے کا یا پوری کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ نیک مقصد کے حصول کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ، کسی بھی نیک مقصد کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے آگے، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنانا ہے اور بنانے کی کوشش کرنا ہے۔ اس کے آگے جھکیں رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے نیک مقاصد کے حصول کے راستے بھی کھولتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اپنی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A. Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

عبادتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ عبادت جو تمام عبادات کا مغز ہے، اس کی طرف ہی توجہ نہیں، اگر پانچ نمازیں ہی ادا کرنے کی طرف پوری طرح توجہ نہیں، تو اس سینٹر کی عمارت یا مسجد ایمانوں میں جِلا پیدا کرنے کا باعث تو نہیں بن سکتی۔

میں نے تبلیغ کرنے اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کی بات کی ہے۔ تو اس کا ذریعہ بھی دعائیں ہی بنتی ہیں اور تبلیغ کے نتائج بھی دعاؤں ہی سے نکلنے ہیں۔ انشاء اللہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہماری فتح دعاؤں ہی سے ہونی ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 57) پس فتح کے حصول کے لئے دعاؤں کے اس ذریعے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے اور وہ نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی ابتداء میں ہی سورۃ بقرۃ کی چوتھی آیت میں ایمان بالغیب کے بعد نماز کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ تقویٰ کے مدارج طے کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نمازوں کے قیام کی کوشش کی جائے۔ مجھے ملاقات کے دوران بھی بعض احباب ملے۔ بڑی بڑی قربانیاں کرنے والے خاندانوں کے افراد ہیں لیکن نمازوں میں سست ہیں۔ خود احساس ہے کہ ہم نمازوں میں سست ہیں۔ اس کے لئے دعا کے لئے بھی کہتے ہیں۔ لیکن دعائیں بھی اس وقت کام کرتی ہیں، جب آپ خود بھی کوئی عملی قدم اٹھائیں گے۔ ایک طرف تو آذان کی آواز آ رہی ہو اور نماز کی طرف بلایا جا رہا ہو اور بجائے اس کے کہ آذان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مسجد کی طرف جائیں، خود اپنے کاروبار کے پیچھے چل پڑیں، تو پھر یہ دعاؤں کی درخواست نفس کا دھوکہ ہے۔ یہ اس شخص کے لئے بھی دھوکہ ہے جسے آپ نیکیوں پر قائم ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں یا دعا کے لئے کہتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی دھوکہ ہے۔ پس اس دھوکے سے باہر نکلیں۔ اگر نیت نیک ہے تو عملی قدم اٹھانے کے لئے اپنے نفس کے شیطان کے خلاف بھی جہاد کریں۔ جب یہ کوشش ہو گی تو پھر آپ دیکھیں گے کہ نماز آپ کی اولین ترجیح بن جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’انسان کو جو کچھ اندرونی اور بیرونی اعضاء دیئے گئے ہیں یا جو کچھ قوتیں عنایت ہوئیں ہیں، اصل مقصود ان سے خدا کی معرفت اور خدا کی پرستش اور خدا کی محبت ہے۔ اسی وجہ سے انسان دنیا میں ہزاروں شغلوں کو اختیار کر کے پھر بھی بجز خدا کے اپنی سچی خوشحالی کسی میں نہیں پاتا۔ بڑا دولتمند ہو کر، بڑا عہدہ پا کر، بڑا تاجر بن کر، بڑی بادشاہی تک پہنچ کر، بڑا فلاسفر کہلا کر آخر ان دنیوی گرفتاریوں سے بڑی حسرتوں کے ساتھ جاتا ہے۔ اور ہمیشہ دل اس کا دنیا کے استغراق سے اس کو ملزم کرتا رہتا ہے۔ اور اس کے مکروں اور فریبوں اور ناجائز کاموں میں کبھی اس کا کانشنس اس سے اتفاق نہیں کرتا‘‘۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 415)

پس اگر ہر ایک اپنے اندر کے جائزے لے تو خود ضمیر کی آواز اسے بے چین کر دیتی ہے اور ایک احمدی کو جسے خدا تعالیٰ نے زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور اس کی کسی نیکی کی وجہ سے جماعت کے ساتھ جڑے رہنے پر قائم رکھا ہوا ہے، اس کا ضمیر تو بار بار اسے اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ اپنے مقصدِ پیدائش کو یاد رکھو۔ یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ احمدی بڑی بے چینی سے، بعض لوگ بڑی سنجیدگی سے اور نیک نیتی سے اور بے چینی سے اپنے خطوں میں بھی اس کا اظہار کرتے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا ملاقاتوں کے دوران زبانی بھی کہتے ہیں کہ دعا کریں کہ ہم نمازوں کے قائم کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنے مقصدِ پیدائش کی حصول کی طرف توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبادات میں ترقی اللہ تعالیٰ کے باقی حقوق اور بندوں کے حقوق اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی طرف توجہ بھی دلاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کی شکرگزاری کی طرف بھی توجہ رہے گی۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ماننے کے بعد بھی ہمیں اپنی روحانی حالتوں کی بہتری کی طرف توجہ نہ رہی تو جہاں ہم اپنے عہد سے دور جا رہے ہوں گے وہاں ہم اللہ تعالیٰ کے احسانوں کی بھی نفی کر رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۔ (آل عمران:104) اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے مگر اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اِس زمانے میں اُس جماعت کے ساتھ منسلک کر دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی جماعت ہے۔ آج آپ دیکھیں تو دنیائے اسلام میں یہ بات بڑے شدّ و مد سے کہی جا رہی ہے کہ امتِ مسلمہ کو اگر سنبھالنا ہے تو نظامِ خلافت ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق جس نظامِ خلافت کو چلایا ہے اسے مسلمانوں کی اکثریت ماننے کو تیار ہی نہیں ہے۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ خلافتِ راشدہ کے بعد جو لمبا عرصہ مسلمانوں کی خلافت سے محرومی رہی ہے یہ ان وجوہات اور اعمال کا نتیجہ ہے جو مسلمانوں کے تقویٰ سے دور ہٹنے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے نافرمانی ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ اور تم سب اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو۔ پس جب تفرقہ پڑا تو اس کا لازمی نتیجہ نکلنا تھا کہ تقویٰ سے بھی عمومی طور پر دوری پیدا ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ جو سچے وعدوں والا ہے اس نے اسلام کی آخری فتح کے لئے آخرین کو پہلوں کے ساتھ جوڑ کر اس فتح کے سامان پیدا فرما دیئے ہیں۔ پس اس مسیح و مہدی کو ماننے بغیر جس کی اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے میں آنے کی خبر دی تھی، اس مسیح موعود سے جڑے بغیر خلافت کی برکات حاصل نہیں ہو سکتی۔

پس اس حوالے سے آج میں آپ کو بھی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کرتے ہوئے مسیح موعود کو ماننے اور نظامِ خلافت کے سائے میں لا کر آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچایا ہے تو تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ اور اپنے زورِ بازو سے اس رسی کو کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ یا کسی کی اپنے زعم میں نیکیاں صرف اس رسی کو پکڑنے کے کام میں نہیں آ سکتیں۔ اس کے لئے پھر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کو حاصل کرنے کے لئے اس کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ جماعت کی لڑی میں پروئے رہنے اور اس سے فیض پانے، اسی طرح نظامِ خلافت کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے، اُس نظام سے فائدہ اٹھانے کے لئے جس کے دائمی رہنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی تقویٰ پر چلنا بھی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت سے فیض پانے کے لئے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرط کو رکھا ہے۔ ایمان کی مضبوطی تبھی ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت دل میں ہو۔ اعمالِ صالحہ کی بجا آوری کی طرف توجہ تبھی ہو گی جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈالنے کی ہماری کوشش ہو گی۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں فرماتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران:103) اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اس کی تمام شرائط کے ساتھ اختیار کرو۔ اور تم پر ایسی حالت میں موت آئے کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

پس یہ وہ انتہا ہے جس کے حصول کے لئے ہمیں کوشش کی ضرورت ہے۔ ایک حقیقی مسلمان کی توجہ خاص طور پر اس امر کی طرف کروائی گئی ہے کہ زندگی کے مقصد کا حصول بغیر تقویٰ کے نہیں ہو سکتا۔ تمہاری عبادتیں کرنے کی تمام کوششیں، تمہارے حقوق العباد ادا کرنے کی تمام کوششیں، تمہارے زمانے کے امام کی بیعت میں آنے کے دعوے، تمہارے خلافت سے وفا کے تعلق کا اعلان اور تمہارا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کا دعویٰ اس وقت حقیقی کہلائے گا جب تمہارے دل میں تقویٰ ہو گا۔ پس ایک حقیقی مومن جہاں اپنے غیر صالح اعمال کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی پکڑ اور گرفت سے خوفزدہ رہتا ہے، وہاں اسے یہ امید بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے اس کے آگے میں جھکوں گا، اس سے دعا کروں گا اس کے فضل کو مانگوں گا تو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت میری اس عاجزی کو جذب کرنے والی بن جائے گی اور یہ دونوں صورتیں جو ہیں یہ اُس وقت ایک مومن کے سامنے رہتی ہیں جب اسے یہ یقین ہو کہ خدا سب طاقتوں کا مالک ہے۔ جب خدا تعالیٰ کو سب طاقتوں کا مالک سمجھا جائے گا تو پھر ہمارے قدم بھی اس کی طرف بڑھیں گے۔ اس کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش ہو گی۔ تقویٰ کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کی کوشش ہو گی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فرمانبردار رہو۔ کبھی اس کی نافرمانی نہ کرو۔ ہمیشہ اس کے شکرگزار رہو، کبھی اس کی ناشکرگزاری نہ کرو۔ ہمیشہ اسے یاد رکھو اور اسے کبھی نہ بھولو۔

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور۔ جلد 2 صفحہ 267 تفسیر سورۃ آل عمران زیر آیت 103 مطبوعہ بیروت ایڈیشن 2001ء)

پس اگر اس نصیحت پر ہم عمل کریں گے تو ہماری نمازیں بھی قائم رہیں گی۔ ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بھی بنے رہیں گے اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ بھی رہے گی۔ نظامِ خلافت سے جڑے رہنے کی برکات کا جو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اس سے بھی فیض پاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ حق ادا کرنے اور یہ فرض ادا کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (آل عمران:103) اور اس وقت تک موت نہ آئے جب تک فرمانبردار نہ ہو جاؤ۔ زندگی موت تو کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے زندہ رکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مارتا ہے۔ اس حصہ کا پھر یہی مطلب بنتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنا چاہئے تا کہ جب ہمیں موت آئے تو ایسی حالت میں آئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کرنے والے ہوں۔ پس ہماری بقا اسی میں ہے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے بنے رہیں۔ انسان غلطیوں کا پتلا ہے۔ انسان پر کسی وقت کمزوری کی حالت بھی آ سکتی ہے اس لئے جب ہم اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مدد مانگتے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

رہیں گے کہ ہمیں کبھی اطاعت سے باہر ہونے کی حالت میں موت نہ آئے۔ ہمیں کبھی تقویٰ سے دور ہونے کی حالت میں موت نہ آئے تو خدا تعالیٰ پھر ایسے حالات پیدا فرما دیتا ہے کہ جب بھی موت آئے تو ہمیشہ ایمان اور تقویٰ کی حالت میں موت آئے۔ اس لئے انجام بخیر ہونے کی دعا بھی بڑی اہم اور ضروری دعا ہے جو حقیقی مومن کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ’’موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ پکی بات ہے کہ وہ یقینی ہے، ٹلنے والی نہیں۔ تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اس کے لئے تیار ہے۔ اسی لئے قرآنِ شریف میں فرمایا گیا ہے کہ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرة:133)۔ ہر وقت جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری طرح تکمیل نہ کرے، بات نہیں بنتی‘‘۔ فرمایا کہ: ’’جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ اور حقوقِ عباد بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ یا بیٹا۔ مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے۔ اور ایک‘‘ یعنی دوسری قسم وہ ہے جو ’’عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی‘‘ ہے۔ فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرضِ ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 68)

پس یہ وہ تعلیم ہے جو حقیقی تقویٰ پر چلانے والی ہے اور اس پر عمل کرنا تقویٰ پر چلنے والوں کے لئے ضروری ہے تا کہ حقوق اللہ کی بجا آوری کی بھی پوری کوشش کی جائے اور حقوق العباد کی بجا آوری کی بھی کوشش کی جائے۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنے ماننے والوں سے یہ امید رکھتے ہیں کہ ان کا سینہ دشمن کے لئے بھی صاف ہو اور اس کے لئے دعا کی جائے تو ہمیں آپس کے تعلقات میں کس قدر کوشش کر کے یکجان ہونے کی ضرورت ہے۔ جب کہ خاص طور پر وَلَا تَفَرَّقُوْا کا حکم کہ آپس میں تفرقہ مت ڈالو، مومنوں کو دیا گیا ہے۔

تقویٰ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہر فردِ جماعت اپنے عہدیدار کے ساتھ مکمل تعاون اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والا ہو۔ اور ہر عہدیدار اپنے سے بالا عہدے دار کا احترام، تعاون اور اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔ ذیلی تنظیمیں اپنے دائرے میں بے شک آزاد ہیں اور خلیفہ وقت کے ماتحت ہیں۔ لیکن جماعتی نظام کے تحت ذیلی تنظیموں کا ہر عہدیدار بھی فردِ جماعت کی حیثیت سے جماعتی نظام کا پابند ہے اور اس کے لئے اطاعت لازمی ہے۔ پس اس طرف بھی خاص توجہ دیں۔ اگر جماعتی ترقی دیکھنی ہے، اگر اپنی تبلیغی کوششوں کے پھل دیکھنے ہیں؟ اگر اپنے تربیتی معیاروں کو بلند کرنا ہے؟ تو ہر جگہ یکجان ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پس تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے زندگی بسر کریں۔ اختلافات کی صورت میں بھی دعا سے کام لیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اگر کسی سے بہت بڑا اختلاف کوئی ایسا ہوا ہے جس سے کسی کی نظر میں جماعت کا نظام متاثر ہو سکتا ہے یا جماعت کے لئے کسی طرح بھی وہ نقصان کا باعث ہے تو میرے علم میں وہ بات لے آئیں لیکن اطاعت میں فرق نہیں آنا چاہئے۔ ہر لیول پر اطاعت ہو گی تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں پر شکر گزاری کا ذریعہ بنے گی۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اور خاص طور پر عہدیداران کو اپنے اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ نئے آنے والوں کے لئے وہ مثال ہوں نہ کہ کسی قسم کا ٹھوکر کا باعث بنیں۔ مردوں اور عورتوں کی یہ مشترکہ ذمہ داری ہے کہ جہاں وہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور تقویٰ پر چلنے کی طرف توجہ دیں وہاں اپنے بچوں کی بھی ایسے رنگ میں تربیت کریں کہ وہ بڑے ہو کر اسلامی تعلیم کے صحیح نمونے بنیں بلکہ بچپن سے ہی ان سے اسلامی تعلیمات کا اظہار ہوتا ہو۔ ایک احمدی بچے اور ایک غیر مسلم یا غیر احمدی بچے میں فرق ظاہر ہوتا ہو۔ اور پھر یہ بچے، نئی نسل احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے میں بھرپور کوشش کرنے والے بنیں تا کہ اس ملک میں بھی احمدیت کا پیغام ہمیشہ پھیلتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے تحت

تیسری ایجوکیشنل ورکشاپ کا انعقاد

(رپورٹ: (رمیز جاوید۔ مہتمم امو طلباء مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی)

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 27 دسمبر 2009ء کو نیشنل سطح پر تیسرا Educational and Economical Fair بیت السبوح، فرینکفرٹ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس پروگرام کا مقصد یہ تھا کہ احمدی نوجوانوں کو یونیورسٹیوں میں پڑھائے جانے والے مختلف مضامین اور پیشوں کے متعلق مفید معلومات حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ کی ہدایت کہ تعلیم کے میدان میں نئے راستے تلاش کئے جائیں تا کہ خدام کو ان کی تعلیمی ترقی میں مدد دی جا سکے اور طلباء کا آپس میں رابطہ مضبوط کیا جائے کے سلسلہ میں بھی یہ نمائش ایک اہم قدم ہے۔

اس پروگرام کی تیاری کا کام اکتوبر سے ہی شروع کر دیا گیا۔ اور مختلف احمدی کمپنیوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اس موقع پر اپنا سٹال لگائیں۔ اسی طرح مختلف یونیورسٹیوں کے پروفیسروں اور طلباء کو بھی دعوت دی گئی کہ وہ اس پروگرام میں شامل ہو کر اپنی فیلڈ کا تعارف کروائیں۔ قائدین مجالس اور زونل قائدین کے ذریعہ اس پروگرام کی تشہیر کی گئی تا جرمنی بھر سے زیادہ سے زیادہ خدام اس پروگرام میں شامل ہو کر استفادہ کریں۔ پروگرام سے قبل مقام نمائش کو خوبصورتی کے ساتھ تیار کیا گیا۔ اسی طرح مختلف مضامین کے بارہ میں لیکچرز کے لئے لیکچر روم تیار کئے گئے۔

27/ دسمبر کو صبح دس بجے افتتاحی تقریب کے ساتھ اس پروگرام کا آغاز ہوا۔ افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم حافظ مظفر عمران صاحب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی تھے۔ اپنی افتتاحی تقریر میں مکرم صدر صاحب نے طلباء کو اعلیٰ تعلیم کے حصول نیز حضور انور کے ارشاد کے مطابق ریسرچ کے میدان میں آنے کیلئے ترغیب دلائی نیز ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی ذات کے حوالہ سے چند واقعات سنائے۔ افتتاحی دعا کے بعد کے بعد مکرم ڈاکٹر نعیم طاہر صاحب نے احمدی طلباء کو ریسرچ کے میدان میں آنے اور قرآنی پیشگوئیوں کے حوالہ سے گفتگو کی۔ نیز مکرم ڈاکٹر نعیم طاہر صاحب نے اپنے اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے مابین جو محبت اور اخلاص کو تعلق تھا، اس کے متعلق بہت سے واقعات سنائے۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر راشد نواز صاحب نے ’’مستقبل میں ریسرچ کی اہمیت‘‘ کے موضوع پر جرمن زبان میں تقریر کی۔

Educational Fair میں مندرجہ ذیل سٹال لگائے گئے:

8 یونیورسٹیوں کے طلباء نے اپنی اپنی یونیورسٹی کا تعارف کروایا۔ ان یونیورسٹیز میں:

University of Mainz, University of Applied Sciences Frankfurt, University of Giessen, University of Minden, University of Maastricht, University of Heidelberg, University of Applied Sciences Darmstadt, Technical University Darmstadt شامل ہیں۔

اس ورکشاپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام مضامین کی کونسلنگ ان احمدی طلباء نے کی جو ان مضامین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ جن بارہ شعبوں میں طلباء کی کونسلنگ کی گئی ان میں:

Architecture, Industrial Engineering, Computer Science, Forwarding Merchant, Law, Biology/Bio Chemistry, Physics, Medical Science, Waqf-e-Zindagi, Social Sciences, Islamic Sciences, Business Studies شامل ہیں۔

6 پرائیویٹ کمپنیوں جن میں:

Nova Port GmbH, Malermeister-betrieb Zubaer Ahmad, Interlogic Systems GmbH PAN Asia Sourcing GmbH, Ahmads Reisen, Awan Tel شامل ہیں نے اپنے سٹال لگائے۔

6 جماعتی شعبہ جات MTA، وقف نو، احمدیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن، HumanityFirst، Adventure Club اور شعبہ صنعت و تجارت کے سٹال بھی موجود تھے۔ شام پانچ بجے اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔

اختتامی تقریب سے محترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے خطاب فرمایا جس میں انہوں نے اس پروگرام کو سراہا اور طلباء کو نصائح کیں۔ اس کے بعد مکرمی امیر صاحب نے اختتامی دعا کرائی۔ دعا کے ساتھ یہ Educational Fair اختتام پذیر ہوا۔ اس Educational Fair میں مجموعی طور پر 291 احباب شامل ہوئے جن میں سے 46 یونیورسٹی کے طلباء تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس Educational Fair میں شامل تمام احباب کو اپنے فضلوں سے نوازے، انتظامی کمیٹی پر بھی اپنا خاص فضل فرمائے جنہوں نے دن رات محنت کر کے اس پروگرام کے کامیاب انعقاد کو ممکن بنایا۔ نیز مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے جملہ ممبران کو علم و معرفت میں ترقی کرتے ہوئے زندگی کے اصل مقصد کو حاصل کرنے والا بنائے۔ آمین

اے پئے تکفیرِ ما بستہ کمر
خانہ اَت ویراں تو در فکر دگر
صد ہزاراں کفر در جانَت نہاں
رَو چہ نالی بہر کُفرِ دیگراں
خیز و اوّل خویشتن را کُن درست
نکتہ چیں را چشم مے باید نخست
لعنتی گر لعنتے بر ما کند!
اُو نہ بر ما خویش را رسوا کند

(درثمین فارسی)

ترجمہ:۔ اے وہ کہ جس نے ہماری تکفیر پر کمر باندھ رکھی ہے تیرا اپنا گھر تو ویران ہے مگر تو اَوروں کی فکر میں پڑا ہوا ہے۔ لاکھوں کفر تیری اپنی جان کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔ چل دور ہو۔ اَوروں کے کفر پر کیوں روتا پھرتا ہے۔ اُٹھ اور پہلے اپنے تئیں ٹھیک کر۔ معترض کے لئے چشم بصیرت ہونی چاہئے۔ اگر کوئی لعنتی ہم پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت ہم پر نہیں پڑتی۔ وہ تو خود اپنے تئیں ذلیل کرتا ہے۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے فرزند ارجمند

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی سیرۃ و سوانح کے دلکش نقوش

(تلخیص و ترتیب: محمود احمد ملک)

(دوسری اور آخری قسط)

رئیس پنجاب

تذکرہ رؤسائے پنجاب میں لکھا ہے کہ ”غلام مرتضےٰ جو ایک لائق حکیم تھا 1876ء میں فوت ہوا اور اس کا بیٹا غلام قادر اس کا جانشین ہوا۔ غلام قادر حکام مقامی کی امداد کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور اس کے پاس ان افسران کے جن کا انتظامی امور سے تعلق تھا بہت سے سرٹیفکیٹ تھے۔ یہ کچھ عرصہ تک گورداسپور میں دفتر ضلع کا سپرنٹنڈنٹ رہا۔ اس کا اکلوتا بیٹا کم سنی میں فوت ہوگیا اور اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ کرلیا جو غلام قادر کی وفات یعنی 1883ء سے خاندان کا بزرگ خیال کیا جاتا تھا۔ مرزا سلطان احمد نے نائب تحصیلداری سے گورنمنٹ کی ملازمت شروع کی اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ تک ترقی پائی۔ یہ قادیان کا نمبردار بھی تھا مگر اس نمبرداری کا کام بجائے اس کے اس کا چچا نظام الدین کرتا تھا جو غلام محی الدین کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ مرزا سلطان احمد کو خان بہادر کا خطاب اور ضلع منٹگمری میں 5 مربعہ جات اراضی عطا ہوئے۔ اور 1930ء میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کا سب سے بڑا لڑکا مرزا عزیز احمد ایم۔اے اب خاندان کا سرکردہ اور پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہے۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد کا چھوٹا بیٹا رشید احمد ایک اولوالعزم زمیندار ہے اور اس نے سندھ میں اراضی کا بہت بڑا رقبہ لے لیا ہے۔ نظام الدین کا بھائی امام الدین جس کا انتقال 1902ء میں ہوا دہلی کے محاصرہ کے وقت ہاڈسن صاحب کے رسالہ میں رسالدار تھا اور اس کا باپ غلام محی الدین تحصیلدار تھا“۔

سیرت کے چند پہلو

جب حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ ملازم ہوئے تو صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے تین باتیں انہیں بطور نصیحت بیان فرمائیں۔ فرمایا:

☆ پہلی بات جس کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ تم کبھی اس کے مرتکب نہ ہوگے یعنی رشوت نہیں لوگے۔

☆ دوسرے اگر کبھی تمہارا کوئی ماتحت کسی سے تھوڑے بہت پیسے لے لے تو اس پر زیادہ سختی نہ کرنا۔

☆ تیسرے اگر کوئی شخص تمہارے پاس آئے تو اسے انتظار نہ کروانا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب میں دینی غیرت اس قدر تھی کہ ایک دفعہ ایک انگریز افسر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف کوئی بیہودہ گوئی کی۔ حضرت مرزا صاحب نے اسے کہا: دو عورتیں ہیں جن پر الزام تراشی کی جاتی ہے ایک وہ تھی جو کنواری ہوتے ہوئے حاملہ ہوگئی اور ایک شادی شدہ ہوکر بھی حاملہ نہ ہوئی۔ اس جواب پر وہ انگریز افسر شرمندہ ہوگیا۔

وراثت میں ملنے والا ذوق شعر وسخن

حضرت مسیح موعودؑ بھی اردو، عربی اور فارسی میں نہایت بلند پایہ شعر کہتے تھے، مگر بطور پیشہ یا برائے دل لگی نہیں بلکہ آپؑ نے اپنی صلاحیت کو عشق حقیقی کے اظہار اور پیغام حق کی منادی کا ذریعہ بنایا تھا۔ ابتداء میں آپ ”فرخ“ تخلص کرتے تھے پھر اسے چھوڑ دیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سے حضرت مسیح موعودؑ کی شعروں کی ایک کاپی ملی تھی جو غالباً حضورؑ کی نوجوانی کا کلام ہے۔ بطور نمونہ چند شعر درج ذیل ہیں:۔

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ اُلفت میں مزا ہوتا ہے

☆☆☆

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے
مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا
ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے

☆☆☆

سبب کوئی خداوندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے

☆☆☆

نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

☆☆☆

نہیں منظور تھی گر تم کو اُلفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دل سوزیوں سے بے خبر ہو
مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

☆☆☆

کوئی راضی ہو یا ناراض ہووے
رضامندی خدا کی مدعا کر

☆☆☆

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رقم فرماتے ہیں کہ اس ڈائری میں کئی شعر ناقص ہیں یعنی ایک مصرعہ موجود ہے مگر دوسرا نہیں ہے۔ بعض اشعار نظر ثانی کے لئے بھی چھوڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور کئی جگہ فرخ تخلص استعمال کیا ہے۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے دادا مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے بھی طبیعت رسا پائی تھی۔ فارسی زبان میں نہایت عمدہ شعر کہتے تھے اور ”تحسین“ تخلص کرتے تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک دفعہ ان کا کلام جمع کرکے حافظ عمر دراز صاحب ایڈیٹر پنجابی اخبار کو دیا تھا، مگر وہ فوت ہوگئے اور ان کے ساتھ ہی یہ قیمتی خزانہ بھی معدوم ہوگیا۔

مرزا سلطان احمد صاحب کے تایا مرزا غلام قادر بھی شعر کہتے تھے اور ”مفتون“ تخلص کرتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا علمی ذوق

چنانچہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو ذوق شعر وسخن وراثت میں ملا تھا۔ آپ خود بھی شعر کہتے تھے۔ آپ کی منظومات وغزلیات پر مشتمل ایک کتاب ”چند نثری نظمیں“ کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔ علاوہ ازیں آپ اردو و فارسی شاعری کا نہایت گہرا مطالعہ اور انتہائی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ اپنی رواں تحریر میں نہایت عمدہ اشعار اور مصرعوں کا بے ساختہ اور برمحل استعمال کرتے۔ آپ کے شعری ذوق کی وسعت و عظمت اور گہرائی کا اندازہ آپ کے ان سینکڑوں مضامین سے بخوبی ہوسکتا ہے جو آپ نے زبان وادب اور شعر کے متعلق تحریر کئے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے ”فن شاعری“ کے عنوان سے ایک انتہائی شاندار کتاب تحریر کی جس میں فن شعر پر فلسفیانہ تنقید وتبصرہ کیا ہے۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ اوائل عمر میں مجھے ہمیشہ وہ کتاب اور وہ تصنیف یا تالیف پسند ہوا کرتی تھی جس میں حقیقت الامور پر بحث کی گئی ہو، جو نرا قصہ اور کہانی نہ ہو۔ میں صوفیانہ رنگ کی تصانیف خواہ کسی مذہب کی ہوں زیادہ پسند کرتا ہوں۔ فلسفی رنگ کی کتابوں اور تصانیف سے مجھے شروع سے ایک خاص قسم کا شوق رہا ہے۔ دواوین اور اشعار میں سے میں وہ سلسلہ پسند کرتا ہوں کہ جن میں سوز وگداز ہو اور جن میں شاعر نے کوئی حقیقت ظاہر کی ہو، اُن کا ایک مصرع بھی میرے دل پر خاص اثر کرتا اور مجھے ایک خاص حظ بخشتا ہے۔ اسی طرح فلسفی رنگ کی بحثیں اور صوفیانہ رنگ کی تصانیف سے مَیں ایک خاص خوشی کا احساس کرتا ہوں۔ بعض دفعہ مجھے ساری کتاب ناپسند ہوئی، کبھی اس کا ایک جملہ بمقابلہ ساری کتاب کے میرے لئے ایک خوش کن ذخیرہ ثابت ہوا۔ ایک دفعہ مجھے ہندی دوہوں کی ایک کتاب ملی۔ میرے دل پر ان دوہوں نے اتنا اثر کیا کہ میں کبھی کبھی اکیلا ہوکر انہیں بار بار پڑھتا تھا۔ اس وقت میرے دل سے ایک جوش اٹھتا تھا اور میں اپنے دل میں ایک خاص قسم کا سرور محسوس کرتا تھا۔ بعض دفعہ ایک شعر نے وہ حالت کی ہے کہ ہزاروں شعر سے بھی وہ سماں نہیں پیدا ہوا۔ مجھے یہاں تک خبط ہے کہ میں ایسے ہی مضامین یا اشعار، فقرات، جملوں کی تلاش میں صدہا صفحے پڑھ ڈالتا ہوں۔ اگر ایک ہزار صفحہ کی کتاب سے ایک فقرہ بھی میرے مذاق کے مطابق آیا تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ کتاب کی قیمت وصول ہوگئی اور میرا وقت رائیگاں نہیں گیا۔ بعض دفعہ ایک ہی فقرہ اور ایک ہی بیت نے مجھ پر وہ اثر کیا کہ میں بیٹھے بیٹھے صدہا صفحے لکھ گیا۔ نہ ہاتھ روکے سے رکا اور نہ قلم رکتا ہے۔

اگر کوئی شخص بانسری خوش الحانی سے بجا رہا ہو اور اردگرد کوئی شور وشغب نہ ہو تو میرے دل و دماغ میں مضامین جدید کا ایک خاص تموج پیدا ہوتا ہے اور لکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ موسم کی خوشگواری بھی مجھ پر یہی اثر کرتی ہے۔ کبھی کبھی مایوسی اور اداسی کا بھی یہی فوری اثر ہوتا ہے۔ ایک دفعہ طبیعت کُند پڑی ہوئی تھی۔ بہتیرا چاہا کہ کچھ لکھوں یا لکھ سکوں مگر طبیعت کہنے میں نہ آئی۔ دیوان حضرت مینائی اٹھالیا کھولتے ہی اس شعر پر نظر پڑی

ہر جام میں ہے جلوۂ مستانہ کسی کا
میخانہ ہمارا ہے جلو خانہ کسی کا

نہیں معلوم اس بزرگ شاعر کے اس شعر میں کیا کچھ اثر بھرا تھا، طبیعت پڑھتے ہی کھل گئی اور قلم خود بخود عرصہ قرطاس پر چل پڑا۔

یہ کہنا کسی قدر مشکل ہے کہ کونسی کتاب میری تصنیفات میں سے بہترین کے درجہ میں ہے۔ فن شاعری پر ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے وہ میری اور چند مبصرین کی رائے میں ایک اچھے پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ ایک کتاب سات سو صفحہ کی موسوم بہ ”اساس الاخلاق“ ہے۔ میری رائے میں اس رنگ میں اردو زبان میں بہت کم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس کتاب میں خاص اصولوں کی پابندی سے اساس الاخلاق پر بحث کی گئی ہے۔ میری رائے میں میری پینتالس چھیالیس تصانیف میں سے یہ کتاب بہترین ہوگی اور شاید بعض کی نظروں میں یہی کتاب بہترین میں سے شمار ہو۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا ادبی مقام

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا انتقال ادب اردو کے لئے بہت بڑا نقصان تھا جو ادبی حلقوں میں بہت محسوس کیا گیا۔

رسالہ ”ادبی دنیا“ کے ایڈیٹر اور شمس العلماء احسان اللہ خاں تاجور نجیب آبادی نے اپنے رسالہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی تصویر دے کر لکھا کہ:

”دنیائے ادب اس ماہ اردو کے نامور، بلند نظر اور فاضل ادیب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب سے بھی محروم ہوگئی۔ آپ نہایت قابل انشاء پرداز تھے۔ اردو کا کوئی حصہ ان کی رشحات قلم سے محروم نہ رہا ہوگا۔ ...... اردو زبان کے بہت سے مضمون نگاروں نے ان کی طرز انشاء کو سامنے رکھ کر لکھنا سیکھا۔ افسوس کہ ایسا ہمہ گیر و ہمہ رس انشاء پرداز موت کے ہاتھوں نے ہم سے چھین لیا۔ ...... اردو میں بیش قیمت لٹریچر آپ نے اپنی یادگار کے طور پر چھوڑا ہے۔ علم اخلاق پر آپ کی کتابیں اردو زبان کی قابل قدر تصانیف میں سے ہیں“۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کے ترجمان ”حمایت اسلام“ نے اپنی 9 جولائی 1931ء کی اشاعت میں لکھا: ”...... خان بہادر صاحب مرحوم نے علم وادب پر جو احسانات کئے ہیں وہ کبھی آسانی سے فراموش نہیں کئے جاسکتے۔ ان کے شغفِ علمی کا اس امر سے پتہ چل سکتا ہے کہ وہ ملازمت کی انتہائی مصروفیتوں کے باوجود گراں بہا مضامین کے سلسلے میں پیہم جگر کاری کرتے رہے۔ ......“

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے بارہ میں یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ وہ فطرتاً ادیب اور قلمکار تھے اور عادتاً لکھتے تھے۔ صناع کامل نے لکھنے کی خاص صلاحیت آپ کو ودیعت کی ہوئی تھی۔ حکیم انشاء اللہ خان انشاء کا یہ شعر آپ کی تلاطم خیز طبیعت پر خوب صادق آتا ہے۔

بولے ہے یہی خامہ کہ کس کس کو مَیں باندھوں
بادل سے چلے آتے ہیں مضمون مرے آگے

محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے سنا ہے کہ صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کا قلم اس قدر رواں تھا کہ دو مقدموں کے دوران جو تھوڑا سا وقت ملتا تھا اس میں مضمون لکھ لیتے تھے اور خاص طور پر قابل ذکر بات یہ ہے کہ مضمون لکھنے کے لئے سرکاری قلم استعمال نہیں فرماتے تھے بلکہ ذاتی قلم دوات رکھی ہوئی تھی۔ دفتر کا قلم صرف دفتری امور کے لئے مختص تھا۔

☆ محمد عالم صاحب ایڈیٹر ''العالم'' لکھتے ہیں:

''العالم کے عنوان کی تحت میں جو مضمون آپ کے پیش نظر ہے، یہ ہمارے محترم کرمفرما جناب مرزا سلطان احمد خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا نتیجہ فکر ہے جو ایک کہنہ مشق اور شہرۂ آفاق شہر نگار ہیں۔ آپ کی وسعت نظر اور تحقیق ادبیات مسلم ہے اور اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے ان کا مندرجہ ذیل محققانہ مضمون کافی ہے۔ ہندوستان کا کوئی ایسا رسالہ نہیں جس کو آپ کی قلمی اعانت کا فخر حاصل نہ ہو...... آپ کے فلسفیانہ مضامین کی شہرت، عالمانہ قابلیت اور قوت استدلال جس قدر مسلم ہے وہ کسی تشریح مزید کی محتاج نہیں۔ فنِ زراعت سے آپ کو خاص دلچسپی ہے جس میں آپ نے کئی ایک کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ کارکنان تعلیم کے لئے آپ کا یہ وصف قابل تقلید ہے کہ باوجود سرکاری فرائض کی بوجہ احسن ادائیگی کے، آپ کئی ایک اخبار و رسائل میں متواتر اور مسلسل بیش قیمت علمی مضامین لکھتے اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ مزید برآں رکھتے ہیں۔ مدینہ کانفرنس، فنون لطیفہ وغیرہ آپ کی عالی قدر علمی یادگاریں اردو لٹریچر میں بیش قرار اضافہ کررہی ہیں''۔

☆ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے پیدا کردہ شاندار لٹریچر سے تاریخ ادب میں بیش بہا اضافہ ہوا۔ چنانچہ جناب ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن (M.A., M.O.L., Ph.D.) نے اپنی کتاب ''معاصرین اقبال'' مطبوعہ 1993ء) میں لکھا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد خواجہ حسن نظامی، مفتی کفایت اللہ، اکبرالہ آبادی ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اس سلسلہ میں مزید تحریر کرتے ہیں کہ ''مرزا سلطان احمد کو مسلمانوں کے رفاہی کاموں سے بڑی دلچسپی تھی۔ وہ انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔ اقبال سے ان کی پہلی ملاقات انجمن ہی کے جلسوں میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد علامہ اقبال اور ان میں دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے۔ 1916ء میں انجمن کے ایک اجلاس کی دوسری نشست کی صدارت انہوں نے کی جس میں علامہ اقبال نے شمع و شاعر دو نشستوں میں پڑھی''۔

لسان العصر جناب اکبر حسین اکبرالہ آبادی آپ کے کس درجہ مداح تھے؟ اس کا اندازہ ان مکتوبات سے ہوسکتا ہے جو انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے نام رقم فرمائے اور جنہیں آپ نے قادیان سے ''مکتوبات اکبر'' کے نام سے شائع کردیا۔ ایک مراسلہ میں اکبرالہ آبادی نے لکھا: ''آپ کی کثرت معلومات اور زوردار قلم اور بلند خیالی اور عارفانہ طبیعت آپ کے لئے بڑی نعمتیں ہیں۔''

ایک دوسرے مکتوب میں تحریر کیا: ''میں آپ کو نیاز نامہ لکھنا چاہتا تھا۔ ایک مضمون تصوف کی نسبت بہت اچھا تھا اور حال میں کسی اخبار میں آپ کا ایک عمدہ مضمون دیکھ کر آپ کے ثبات قدم اور صحیح الخیالی پر خوش ہوا تھا۔ اس کی داد دینی تھی اگرچہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح ایک تندرست جوان اپنی تندرستی کا احساس راحت کے ساتھ کرتا ہے اسی طرح آپ ایسا ایک صحیح الخیال فلاسفر اپنے خیالات کی لذات سے متمتع ہوتا ہے مدح ہو یا نہ ہو۔ آپ کی تصنیفات حال میں کتاب النساء فی الاسلام نہایت عمدہ کتاب ہے۔ قومی اور مذہبی لٹریچر میں نہایت قیمتی اضافہ ہے۔ اس لائق ہے کہ انگریزی میں ترجمہ ہو''۔

ایک اور گرامی نامی کا آغاز ہی ان الفاظ سے کیا: ''آپ کی تصانیف کا کیا پوچھنا نہایت واضح قرآن کے موافق۔ مذاق اسلامیہ کے مطابق۔ اللہ جزاء خیر دے''

☆ رسالہ ''سیاست جدید'' کانپور لکھتا ہے:

''اس بیسویں صدی کے شروع کے بیس سالوں میں اردو کے کسی بھی قابل ذکر رسالہ کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اس کے مضمون نگاروں میں ایک نام مرزا سلطان احمد کا ضرور نظر آئے گا۔ عمومی، علمی و فلسفیانہ موضوعوں پر قلم اٹھاتے تھے۔ ان کے مضامین عام اور عوامی سطح سے بلند اور سنجیدہ مذاق والوں کے کام کے ہوتے تھے۔ رسالہ الناظر مشہور زمانہ کانپور۔ ادیب الہٰ آباد۔ مخزن لاہور۔ پنجاب۔ لاہور وغیرہ میں ان کی گلکاریاں نظر آتی تھیں۔ رفتہ رفتہ اردو والوں نے انہیں بالکل ہی بھلا دیا۔ ان کے قلم سے چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں نکلی تھیں۔ جن کی میزان چالیس درجن سے کم نہ ہوگی۔ کسی کتاب کو ان کے خصوصی طرز تحریر کے باعث قبولیت عام نصیب نہ ہوئی اور اب جبکہ پاکستان کے قیام کے بعد اس سرزمین میں اردو کی خدمت ہو رہی ہے اور بہت پرانے مصنفوں اور مؤلفوں کی کتابیں جو گمنام اور مثل گمنام کے ہوچکی تھیں۔ وہاں بڑے آب وتاب سے چھاپی جارہی ہیں۔ ان کے ذخیرہ تصانیف کی طرف سے کسی کو بھی تاحال توجہ کی توفیق نہیں ہوئی۔''

☆ محسنین اردو میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا نام نمایاں طور پر سامنے آتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو زبان کو فروغ دینے کے لئے جو مختلف ذرائع استعمال کئے جاسکتے ہیں، آپ نے تقریباً ان تمام ذرائع کو استعمال کیا اور ایسے وقت میں جب کہ اردو زبان کو خاص طور پر اس بات کی ضرورت تھی کہ صاحب اقتدار لوگ اسے سہارا دیں اور نہ صرف قلمی خدمت انجام دیں بلکہ اشاعت و ترویج کے لئے قلمی جواہر پاروں کو اپنی جیب سے روپیہ خرچ کرکے شائع کریں اور ملک مختلف طبقوں تک اس کی رسائی کا سامان بہم پہنچائیں۔ آپ نہ صرف ایک اچھے نثر نگار تھے بلکہ ایک اچھے ناظم بھی۔ آپ نے اپنی ستر (70) کے قریب کتب کو زیادہ تر اپنی جیب سے روپیہ خرچ کرکے چھپوایا اور اس طرح اردو کی قلمی خدمت کے ساتھ ساتھ مالی خدمت بھی کی۔...... نیز یہ کتب اسلامی خدمت کا بھی شاندار نمونہ ہیں۔

☆ یہ بات تو عام طور پر دیکھی گئی ہے کہ کسی مصنف نے ایک ہی موضوع پر متعدد کتب تصنیف کی ہوں۔ یہ بھی علمی تبحر کی دلیل ہے لیکن یہ کہ کوئی مصنف ایک سے زیادہ موضوعات پر ایک ہی جیسی قدرت اور روانی و سلاست کے ساتھ قلم اٹھا سکے، بہت ہی کم دیکھنے میں آتی ہے اور جس مصنف میں یہ بات پائی جاتی ہو اس کے تبحر علمی کا تو پھر کہنا ہی کیا! مرزا سلطان احمد صاحب نے مذہبیات پر قلم اٹھایا تو نہایت بیش قیمت جواہر پارے یادگار چھوڑے۔ اخلاقیات پر لکھا تو یوں محسوس ہوا کہ گویا اخلاقیات آپ کا خاص موضوع ہے۔ فلسفہ کے متعلق گوہر فشانی کی تو فلاسفروں کو دنگ کردیا۔ ان سب باتوں سے مختلف لیکن ایک نہایت ہی اہم مضمون جس کے ساتھ مسلمانوں کی بہبود وابستہ تھی اس پر بھی لکھا وہ تھا، زمیندارہ بنکاری۔ ...... یہ ہیں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سلیس اور عام فہم نثر میں مذہبیات، اخلاقیات معاشیات اور ایسے ہی دیگر متعدد موضوعات پر بے شمار کتابیں لکھنے والے اور پرانی اقدار کو قائم رکھتے ہوئے نئی نظم کے پیش رؤں کی صف اول کے شاعر۔

☆ رسالہ ''نیرنگ خیال'' مئی جون 1934ء کی اشاعت میں لکھتا ہے: ''اردو زبان کا وہ زبردست فلسفی، مضمون نگار اور بلند پایہ مصنف جو قریباً نصف صدی تک اردو کی ادبی دنیا پر چھایا رہا اور جس کے زمانہ میں اردو کا کوئی ادبی اور علمی رسالہ اپنی ابتداء نہیں کیا کرتا تھا اور نہ کرسکتا تھا جب تک اپنے قلمی معاونین کی فہرست میں بکمال امتیاز و اختصاص و افتخار مرزا سلطان احمد مرحوم کا نام سرِلوح درج نہ کرلیتا ہو''۔

کتب و مضامین

☆ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے 70 سے زائد کتب اور بے شمار مضامین تحریر فرمائے۔ چند کتب کا مختصر تعارف پیش ہے:

''امثال'': 315 صفحات پر مشتمل یہ کتاب ایک معرکۃ الآراء تصنیف ہے جو مئی 1911ء میں طبع ہوئی۔ اس کتاب میں ضرب الامثال پر فلسفیانہ رنگ میں بحث کی گئی ہے۔ ابتداء میں پنجابی اور اردو میں جو نسبت ہے اس پر تبصرہ کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اردو زبان دراصل پنجابی کی ہی اصلاح یافتہ شکل ہے۔ ازاں بعد امثال پر مختلف جہات سے بحث کی ہے جس میں ضرب المثل یا کہاوت کی تعریف، مآخذ و اسنادِ امثال، امثال اور اقوال و محاورات، امثالِ شعریہ، اقسامِ امثال، امثال باعتبار مفہوم عامہ و مفہوم خاصہ اور تنقید امثال وغیرہ موضوعات شامل ہیں۔ آخر پر پنجابی زبان کی 1464 ضرب الامثال اردو ترجمے کے ساتھ درج کی گئی ہیں اور ساتھ ساتھ حواشی میں ضروری تشریحات بھی دی گئی ہیں۔

''صدائے الم'': 58 صفحات پر مشتمل یہ رسالہ اپریل 1886ء میں شائع ہوا۔ اس میں مسٹر ابیٹسن صاحب بہادر کمشنر مردم شماری پنجاب کی اُن نکتہ چینیوں کا جواب دیا ہے جو انہوں نے اپنی مردم شماری کی رپورٹ میں اسلام پر کی تھیں؟ کتاب کے دو ابواب ہیں۔ پہلے باب میں آپ نے مسٹر ابیٹسن صاحب کے اعتراضات درج کرکے لکھا ہے کہ اسلام کے بارہ میں ان کی رائے ان کی اسلام سے ناواقفیت پر دلالت کرتی ہے مگر ہم اس بات سے انکار نہیں کرسکتے کہ ان کی رائے مسلمانوں کی موجودہ حالت کے موافق ہے۔ پھر آپ نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا نقشہ کھینچ کر ان کو اسلامی تعلیم کے مطابق اپنے اندر تبدیلی کرنے اور اسلامی تاریخ کی اعلیٰ اقدار و روایات کو زندہ کرنے کی تحریک کی ہے۔ دوسرے باب میں آپ نے مسٹر ابیٹسن کی نکتہ چینیوں کے مسکت اور مدلّل جوابات دیئے ہیں اور قرآن و احادیث سے اسلام کی حقیقی تعلیم پر روشنی ڈالی ہے۔

''ایک اعلیٰ ہستی'': یہ رسالہ 1919ء کی تحریر ہے جس میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر عقلی رنگ میں منطقی دلائل سے بحث کی گئی ہے۔

''قوت اور محبت'': 1920ء میں آپ نے یہ رسالہ تصنیف کیا جس میں آپ نے قوت اور محبت، دونوں کششوں یا جذبوں پر فلسفیانہ رنگ میں بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ انہی دو جذبوں کی وجہ سے ہر چھوٹی طاقت بڑی طاقت کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور یہی دو باتیں ہیں جو ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہیں۔

''الصلوٰۃ'': 88 صفحات کے اس کتابچہ میں تمام مذاہب میں دعا اور عبادت کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ نیز دعا کیوں کی جاتی ہے؟ عبادت اور دعا کے کس قدر طریقے ہیں؟ دعا پر ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات وغیرہ موضوعات پر بحث کرنے کے بعد اسلامی عبادت اور اس کی جامعیت پر قلم اٹھایا ہے۔

''مرآۃ الخیال یعنی منٹل فلاسفہ'': 1882ء میں شائع ہونے والے اس رسالہ کے 64 صفحات ہیں۔ مختصر تمہید کے بعد کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی ''تعریف و فوائد و مقام و اقسام و طاقت و میعاد قوت متخیلہ''۔ ''طریق مدوت خیالات''۔ ''تسلسل خیالات''۔ اُن عوارض اور امراض کے بیان میں جو قوت متخیلہ پر وارد اور مؤثر ہوسکتے ہیں۔ اور ''فوائد و تدابیر آراستگی و صحتِ قوت متخیلہ''۔

''زمیندارہ بینک'' 60 صفحات پر مشتمل یہ رسالہ 1903ء میں شائع ہوا جس میں زمینداران پنجاب کے اسباب افلاس و آسودگی پر بحث کرکے زمیندارہ بینک کے قائم کرنے کی ایک عملی تجویز بتائی گئی ہے۔ نیز اس کی افادیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کے آخر میں قواعد زمیندارہ فنڈ بیان کئے گئے ہیں اور پھر حساب کتاب کے بارہ میں مختلف نقشہ جات دیئے گئے ہیں۔

''الوجد'': تصوّف کے بارہ میں یہ گرانقدر تصنیف 88 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں یہ بھی بیان ہے کہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے بزرگان دین کی اہمیت اور ضرورت کیا ہے۔

''فنِ شاعری'': یہ رسالہ 1907ء میں

شائع ہوا۔165 سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں صاحبزادہ صاحب نے شاعری اور فن شاعری پر نئے اور پرانے خیالات کے اعتبار سے نہایت عمدہ پیرایہ میں بحث کی ہے۔ شاعری کا شروع، شاعری کے اولیات، ضرورت، مماثلات اور تناسبات، شاعری کے اقسام اور متعلقات، شاعری باعتبار مختلف واقعات، دردوسوز و باعتبار تفریح، شاعری کا نتیجہ یا شاعر کی علمی خدمات اور شاعر کی زندگی وغیرہ اس کتاب کے اہم موضوع ہیں۔ تحریر میں جا بجا فارسی اور اردو اشعار کا برجستہ استعمال کیا ہے، جس سے آپ کے مطالعۂ شعر کی وسعت کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اردو شاعری کے نقائص اور محاسن بھی بتائے ہیں اور الزامی طور پر یورپین شاعری کے نقائص کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

❁ ''فنون لطیفہ'': 1912ء کے اواخر میں شائع ہونے والی اڑھائی سو کے قریب صفحات پر مشتمل اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں فنون کی اقسام پر عمومی بحث اور نیچر کے ساتھ اس کے تعلق کو بیان کیا گیا ہے اور دوسرے حصے میں فنون لطیفہ کی اقسام پر بحث ہے۔

علم کی مختلف شاخوں میں سے بعض کو فنون سے تعبیر کیا جاتا ہے۔فن کیا ہے؟ جب انسان نیچر اور مواد نیچر میں دست اندازی کرتا ہے اور ایک خاص طریق کے ساتھ سامان نیچر کو اپنے تصرف میں لاتا ہے تو وہ ایک فن سے کام لیتا ہے۔ مشاہدات، محسوسات تخیلات کی اختراعی صورتیں ایک فن ہے۔فن کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا ہے (1) فنونِ متعارفہ (2) فنونِ لطیفہ فنونِ متعارفہ وہ ہیں جن پر عام زندگیوں کا بہت کچھ مدار ہے مثلاً کاشت کاری، کفش سازی، خیاطی، معماری، نجاری، قصابی، حجام گری، ظروف سازی، کشیدہ کاری، رنگ سازی اور قالین بافی وغیرہ۔فنونِ لطیفہ دراصل فنونِ متعارفہ ہی کا دلآویز اور نرالا روپ ہے۔فنون متعارفہ چند منزلوں پر ہی رہ گئے ہیں اور فنون لطیفہ عام لوگوں سے نکل کر مشاہیر کی گود میں پرورش پا کر نکلتے ہیں۔

فنون لطیفہ کی پانچ قسمیں ہیں۔1۔فن شاعری۔ 2۔فن موسیقی۔ 3۔فنِ تعمیر۔ 4۔فن سنگ تراشی۔ 5۔فن مصوری۔کتاب کے دوسرے حصے میں انہی پانچ فنون پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

❁ ''علوم القرآن'': 1920ء میں شائع ہونے والی اس کتاب کے 317 صفحات ہیں۔ اس میں قرآن کریم میں بیان شدہ مختلف علوم پیش کئے گئے ہیں اور قرآنی آیات سے جن علوم پر روشنی ڈالی ہے اُن میں علم الاخلاق، سیرت، علم الحیوانات، نباتات، جمادات، آب وہوا، آتش، ہیئت، ریاضی علم النفس والقوٰی، علم الانسان، علم طب، علم زبان، منطق، علم کلام، تاریخ، جغرافیہ، سیاحت، علم المعیشت، فنِ زراعت، تجارت، علم خواب اور دیگر علوم شامل ہیں۔

❁ ''اساس الاخلاق'': ساڑھے سات سو صفحات پر مشتمل اس کتاب میں اخلاق کے ہر شعبہ پر اصولی رنگ میں بحث کی گئی ہے۔ یعنی سب اخلاق کا مأخذ اور مرجع کیا کچھ ہے اور ان کی ضرورت کہاں تک ہے اور ان میں کن کن وجوہ سے ترقی اور تنزل ہوتا رہتا ہے۔ نیز محبت، دیانت، عدالت، صداقت اور شجاعت پر نمبروار بحث کی گئی ہے۔ نیز اس کتاب میں حکماء قدیم وجدید کے خیالات وآراء اخلاق کے محاسن ونقائص ہر باب میں پیش کئے ہیں۔

علاوہ ازیں اس میں بتایا گیا ہے کہ اخلاق کی تکمیل اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ جب بالخصوص شخصیت، قومیت، سوسائٹی، قدرت اور حکومت وقت کے فرائض کا تحفظ مدنظر رہے۔ اگر شخصیت کامل ہے تو اخلاق بھی کامل ہیں اور اگر شخصیت کامل نہیں تو اخلاق بھی کامل نہیں۔ شخصیت کے بعد قوم اور سوسائٹی کی نوبت آتی ہے۔

❁ ''ریاض الاخلاق'': 150 صفحات پر مشتمل یہ رسالہ دراصل 52 متفرق مضامین کا مجموعہ ہے جس کو مکرم مولوی سید ممتاز علی صاحب نے مرتب کیا ہے اور یہ مجموعہ 1900ء میں طبع ہوا۔

❁ ''خیالات'': 340 صفحات پر مشتمل یہ کتاب ان 30 مضامین کا مجموعہ ہے جو معروف رسائل میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ان رسائل میں مخزن، دکن ریویو، زمانہ، اردوئے معلّٰی، منتقلی، تہذیب اور عصر جدید شامل ہیں۔ جون 1907ء میں یہ مجموعہ شائع ہوا۔

❁ ''جبر و قدر'': یہ رسالہ 54 صفحات پر مشتمل ہے جس میں جبر وقدر کے مسئلہ پر مذاہب دنیا سے الگ ہو کر بحث کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ ہم ایک حد تک مختار بھی ہیں اور اس حد سے نکل کر مجبور بھی۔تخیّل اور ارادہ میں مختار ہیں لیکن تکمیل تخیّل اور تکمیل ارادہ کے بعض حصوں میں مجبور ہیں۔ جس نے یہ اختیارات دے رکھے ہیں اس نے اپنے ہاتھ میں بھی ان کی ڈوری رکھی ہے۔

❁ ''چند نثر نما نظمیں'':

یہ کتاب 248 صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں منظومات اور دوسرے میں غزلیات ردیف وار درج کی گئی ہیں۔ ہر دو حصوں میں سے چند اشعار بطور نمونہ پیش ہیں۔

وقت ہر شے سے محترم ہے یہاں
وقت ہر شے سے مغتنم ہے یہاں
وقت تقدیر، وقت ہے اکسیر
وقت تدبیر، وقت ہے تسخیر
ہنس کے جو اپنا وقت کھوئے گا
وقت بے وقت آپ روئے گا
وقت جا کر نہیں پھر آنے کا
تجربہ خوب ہے زمانے کا
اپنے اوقات کے رہو پابند
ہے زمانہ کی سود مند یہ پند

=======

مرا دل اسیرِ بلا ہو گیا
الٰہی! یہ الفت میں کیا ہو گیا
بلا کی کشش ہے تری آنکھ میں
پڑی جس پہ، دل سے ترا ہو گیا
کیا یہ طبیبوں نے کیسا علاج
مرا عارضہ تو سوا ہو گیا
محبت میں مجھ کو ملا یہ صلہ
کہ دشمن زمانہ مرا ہو گیا

عجب طرح کی ہے یہ دیوانگی
دلا! کچھ تو کہہ تجھ کو کیا ہو گیا

دراصل ''نثر نما نظموں'' سے یہ مطلب نہیں جو آجکل ''نثری نظموں'' سے لیا جاتا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ ان نظموں میں صرف شعر گوئی کے ظاہری تعبیرات اور نکاتِ شاعری کو ملحوظ رکھ کر نثر کے الفاظ اور فقرات کو منظوم کیا گیا ہے۔ ان میں وہ لطافت اور تعبیرات نہیں جو غزل گو شعراء کے پیش نظر ہوتی ہیں۔

❁ ''نبوت'': 1918ء میں طبع ہونے والی اس کتاب کے 56 صفحات ہیں۔اس کتاب میں نبوت کے بارہ میں مباحث بیان کئے گئے ہیں۔امت واحدہ اور امت وسطٰی سے مراد، کل امتوں کے نبی، نبیوں کی درجہ بندی، اقسام نبوت، شروع ہی میں کیوں ایک نبی نہ بھیجا گیا اور نبوت والہام کی ضرورت وغیرہ جیسے اہم سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ نیز اس رسالہ میں ختم نبوت کے مسئلہ کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔

❁ ''صداقت'': 84 صفحات پر مشتمل یہ رسالہ 1893ء میں شائع ہوا۔اس رسالہ میں صداقت کے متعلق ان امور کی بحث کی گئی ہے کہ جو صداقت کے متلاشیان کے واسطے کم سے کم ایک راہنما کا کام دینے کے قابل خیال کئے جاسکتے ہیں۔صداقت کیا شے ہے؟ اس کی اقسام کیا ہیں اصول تصدیق صداقت کیا ہیں؟ وغیرہ امور پر بڑے خوبصورت انداز میں منطقی اور فلسفیانہ رنگ میں بحث فرمائی ہے۔ صداقت کو گیارہ اقسام میں تقسیم کیا ہے یعنی صداقت عامہ، صداقت خاصہ، صداقت علمی، صداقت عملی، صداقت عقلی، صداقت نقلی، صداقت وحدانی، صداقت یقینی، صداقت موقت، صداقت اعتباری اور صداقت قائم بذاتہ۔

❁ ''فرحت'': 1890ء میں شائع ہونے والا یہ رسالہ 56 صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں خوشی کی تعریف اور خوشی کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔مثلاً خیالی خوشی۔ ارادی خوشی، خوشی بأمید، شکیہ خوشی، یقینی خوشی، اعتباری خوشی، وہمی خوشی، حواسی خوشی، خوشی بہ نتیجہ وغیرہ۔ نیز خوشی کی حقیقت پر تفصیلی بحث کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ حقیقی خوشی غنا اور قناعت سے پیدا ہوتی ہے۔ اپنی بحث میں حکیموں اور فلاسفروں کے اقوال اور دیگر مثالیں بھی دی ہیں۔

❁ ''ملت اور معاملات قومی'' 82 صفحات کا یہ رسالہ 1927ء میں شائع ہوا۔ اس میں بتایا گیا کہ تنزل اقوام کا موجب کون کون سے اسباب ہوتے ہیں اور ملت اسلامیہ کے اعمال میں کیا کچھ کمیاں واقع ہوگئی ہیں جن کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ازاں بعد قرآن کریم کی روشنی میں ملی معاملات کی وضاحت کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ ہم پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی قریباً 70 کتب کے اسماء اور بہت سے مضامین کے عناوین ملاحظہ کرنے کے لئے نیز حوالہ جات دیکھنے کے لئے اصل مضمون ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

❁❁❁❁❁❁

کونگو کنشاسا کے شہر باندوندو میں احمدیہ مسجد کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: نعیم احمد باجوہ ۔ امیر ومبلغ انچارج کونگو کنشاسا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کونگو کنشاسا کے شہر باندوندو میں ہماری مسجد مکمل ہوگئی ہے اور مورخہ 19 /مارچ 2010ء بروز جمعۃ المبارک اس کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔

اس مسجد میں چارصد نمازیوں کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے۔ اور اللہ کے فضل سے باندوندو شہر کی پہلی باقاعدہ مسجد ہے۔

اس تقریب کے موقعہ پر دوصد سے زائد احمدی احباب کے علاوہ ڈیڑھ صد سے زائد مہمان بھی شامل ہوئے۔ ان میں بعض وزراء اور ممبران اسمبلی کے علاوہ صوبہ کے نائب گورنر، میئر، پولیس اور آرمی کے عہدیداران، چرچوں کے نمائندگان اور دیگر سرکاری افسران شامل ہوئے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

اس کے بعد خاکسار نے معاشرہ میں مسجد کی اہمیت اور ضرورت کے حوالہ سے حاضرین کو معلومات بہم پہنچائیں اور تمام مہمانوں کو اسلام کے امن وآشتی کے پیغام کو قبول کرنے کی دعوت دی۔

اس کے بعد نائب گورنر، میئر اور رومن کیتھولک چرچ کے نمائندہ نے بھی تقاریر کیں۔

تقریب کے اختتام پر سب لوگوں نے مسجد کا وزٹ کیا اور اندر سے مسجد کو دیکھا۔تمام مہمانوں نے مسجد کی تعمیر اور جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کے حوالہ سے اظہار مسرت کیا اور جماعتی خدمات کو سراہا۔

یہ مسجد اللہ کے فضل سے باندوندو شہر میں ایک بہت خوبصورت اضافہ ہے اور مین روڈ پر قدرے اونچائی پر واقع ہونے کی وجہ سے دور سے نظر آتی ہے اور باندوندو شہر میں بذریعہ ہوائی جہاز اترتے اور چڑھتے ہوئے مسجد بہت خوبصورت نظارہ پیش کرتی ہے۔

اس مسجد کا سنگ بنیاد فروری 2007ء میں رکھا گیا تھا اور سنگ بنیاد میں حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ ٹائل نصب کی گئی تھی۔

watch MTA live
audio and video broadcast
❁❁❁
Weekly sermons in Urdu / English
❁❁❁
Questions & Answers and much much more
❁❁❁
Now you can buy Ahmadiyya Islamic Books, Audio / Video on line using Master Card or Visa
❁❁❁
Visit our official website
www.alislam.org

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور از صفحہ 2

مراکش کے ایک اور دوست نے اپنا خواب یوں بیان کیا کہ دو جڑواں بھائی ہیں جن کے ہاتھ میں جھنڈا ہے جس پر لاالہ الا اللہ لکھا ہوا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے کہا ہمارا نام احمدیہ ہے۔ تم پیسے دو اور اس میں شامل ہو جاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ بعد میں جب میں نے جماعت کے بارہ میں معلومات حاصل کیں تو مجھے علم ہوا کہ اللہ کے فضل سے جماعت میں مالی قربانی کا بڑا فعال نظام موجود ہے۔ اس کے بعد سے یہ دوست بھی احمدی ہو چکے ہیں۔ الحمدللہ

الجزائر کے ایک دوست جنہوں نے آج بیعت کی تھی وہ فرانس میں وکالت کرتے ہیں۔ انہوں نے ملاقات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی اور کہا کہ حضور الجزائر، مراکش اور تیونس میں ایک کثیر تعداد ''بربر'' زبان بولنے والوں کی موجود ہے۔ ان تک بھی جماعت کا پیغام ضرور پہنچنا چاہیے۔ تو حضور انور نے انہیں بتایا کہ انشاء اللہ جلد ہی اس زبان میں بھی ہمارے پروگرام شروع ہونے والے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اب رشین زبان میں ہمارا خطبہ آتا ہے اور مجھے بہت سے رشین لوگوں کے خطوط آرہے ہیں جن میں وہ لکھتے ہیں کہ ہمیں اب پتہ چلا ہے کہ اصل اسلام کیا ہے۔ حضور نے فرمایا انشاء اللہ جلد ہی ''بربر'' زبان میں بھی خطبہ آیا کرے گا۔ فکر نہ کریں۔

الجزائر کے ایک دوست نے اپنی ملاقات کے دوران حضور انور سے تقوی کے متعلق سوال کیا کہ تقوی کیا ہے اور کس طرح پتہ چلے کہ کوئی متقی ہے؟ اس پر حضور انور نے انہیں نہایت دلنشین اور پیارے انداز میں تقوی کا مضمون سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ تقوی کا مطلب ہے بچانا اور بچنا۔ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ہر اس چیز سے خود کو بچانا جس کو اللہ تعالیٰ اچھا نہ سمجھے۔ اور خود کو ہر وقت ہر بری چیز سے بچائے رکھنا۔ فرمایا تقوی سے مراد خدا تعالیٰ سے حقیقت میں سچا پیار اور محبت ہے۔ کیونکہ کسی کے ڈر سے کوئی بری بات نہ کرنا تو ٹھیک ہے لیکن اگر یہ کہا جائے کہ جس سے میں پیار اور محبت کرتا ہوں وہ چونکہ اس چیز کو پسند نہیں کرتا اس لئے میں بھی اس کو برا سمجھتا ہوں اور وہ کام نہیں کرتا جس کو وہ برا سمجھتا ہے تو یہ درست نہیں۔ اصل میں حقیقی محبت اور پیار ہی اللہ کا تقویٰ ہے۔ پھر فرمایا کہ کسی کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ کسی کو متقی ہونے کا سرٹیفکیٹ دے۔ تقویٰ کی کوئی حد نہیں۔ یہ پیدائش سے شروع ہوتا ہے اور موت کے وقت تک ساتھ کے ساتھ ترقی کرتا ہے۔ پھر حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی دو احادیث بیان فرمائیں۔ ایک دفعہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے۔ وہاں بیٹھے ہوئے صحابہ نے اس کی تعریف کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اس کی برائی کی تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی؟ حضرت عمرؓ نے جو پاس بیٹھے تھے انہوں نے عرض کیا۔ حضور ﷺ کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا۔ جس کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ یعنی نیکی اور بدی میں تمیز کی تم لوگوں کو توفیق دی گئی ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے سامنے اپنے ساتھی کی بہت تعریف کی (جو موجود تھا)۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا قَطَعْتَ عُنُقَهُ کہ تم نے اس کی گردن کاٹ دی یا اسے قتل کر دیا۔

پھر ایک دوست نے یہ سوال کیا کہ حضور میرے والدین بوڑھے ہیں۔ میں انہیں کیسے احمدیت کا پیغام دوں؟ حضورِ انور نے فرمایا کہ والدین کے تمام حقوق ادا کریں مگر جب ان کی طرف سے شرک کی طرف بلایا جائے تب ان کی بات نہیں ماننی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن اپنے لیے جو اچھی چیز پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔ فرمایا اگر احمدیت کا پیغام آپ نے انہیں نہ پہنچایا تو قیامت والے دن وہ کہہ سکتے ہیں کہ میری اولاد کو علم تھا اور اس نے مجھے نہیں بتایا۔ اس لیے آپ ان کو ضرور بتائیں۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل نرم کر دے۔ دلوں کا حال تو آپ نہیں جانتے۔ جو پھل اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اس کو دوسروں میں بھی تقسیم کریں۔

ملاقاتوں کا یہ سلسلہ 7 بج کر 40 منٹ تک جاری رہا۔

سٹڈی روم، لائبریری کا معائنہ

اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ فرانس کے نئے Study Room کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے جہاں نیشنل سیکرٹری اشاعت اور انکے اسسٹنٹ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو مختلف کتب کے بارہ میں معلومات فراہم کیں۔ خلفاء احمدیت کی تصاویر کو دیکھ کر فرمایا کہ انہیں ایک ہی سائز اور ترتیب سے لگانا چاہیے۔ Study Room کی Visitor Book میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل دعائیہ الفاظ لکھنے کے بعد اپنے دستخط ثبت فرمائے۔

"بسم اللہ الرحمان الرحیم
اللہ تعالیٰ اس لائبریری رسٹڈی ہال کو
افرادِ جماعت کے لئے روحانی مائدہ حاصل کرنے
کا ذریعہ بنائے۔ آمین''۔

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لنگر خانہ میں تشریف لے گئے اور وہاں تیار کیے جانے والے کھانوں کے بارے میں دریافت فرمایا اور ہدایات دیں۔ نیز کارکنان کو مصافحہ کرنے اور تصاویر بنوانے کا شرف بھی بخشا۔ لنگر خانہ کے معائنہ کے بعد حضورِ انور اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے اور پھر رات ساڑھے آٹھ بجے نمازِ مغرب وعشاء پڑھانے کے لئے مسجد مبارک میں تشریف لائے۔

29 مارچ 2010ء

فرانس سے سپین کے لئے روانگی

29 مارچ 2010ء بروز مارچ فرانس سے پیدرو آباد سپین کے سفر کا دن تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ صبح 10 بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور الوداع کہنے کے لئے جمع ہونے والے احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا اور پھر خواتین کی طرف تشریف لے گئے جو حضور کی رہائش گاہ کے پچھلے صحن میں کھڑی تھیں۔ دس بج کر پندرہ منٹ پر اجتماعی دعا کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ اپنے قافلہ کے ہمراہ سپین کی طرف روانہ ہوئے۔ تقریباً دو گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد قافلہ چند منٹ کے لئے ایک کیفے ٹیریا پر رکا اور پھر آگے روانہ ہو گیا۔ دوپہر کے کھانے کا انتظام قدرے بلندی پر واقع ایک پرانے قلعہ Chateau de la motte کی عمارت میں کیا گیا تھا۔ یہاں پہنچنے پر محل کے مالک Mr.Bardin نے حضور انور ایدہ اللہ کا استقبال کیا۔ دو بجے یہاں پہنچنے کے معاً بعد پہلے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ظہر وعصر کی نمازیں پڑھائیں اور پھر دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ بعد ازاں محل کے مالک نے حضور کی خدمت میں محل کا پرچم تحفۃً پیش کیا۔ مسلمان سپین کے راستہ جب فرانس کے اندر داخل ہوئے تھے تو اس علاقے تک پہنچ کر واپس چلے گئے تھے۔ یہاں سے 15,10 منٹ کے فاصلہ پر وہ جگہ بھی ہے جہاں آخری جنگ ہوئی اور میر عبدالرحمان شہید ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان علاقوں میں خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں پھل بھی عطا ہوئے ہیں اور آج وہ بھی اپنے آقا کے دیدار کے لئے وہاں موجود تھے۔ انہیں میں سے مراکش کے نئے احمدی دوست نے آج نماز ظہر وعصر سے قبل اذان بھی دی۔ قبل ازیں حضور انور نے یہاں پہنچنے پر موجود احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا اور ان سے حال احوال دریافت فرمایا۔ اس قلعہ کے گیٹ پر لاطینی زبان میں یہ کلمات درج ہیں۔

Castellum Honesto Nunquam Clauditur
یعنی کاسل (محل) جو کبھی بھی دیانتدار
لوگوں کے لئے بند نہیں ہوتا۔

یہاں کچھ دیر ستانے کے بعد 3 بج کر 45 منٹ پر قافلہ اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہوا اور 258 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد چھ بجے کے قریب Jardinier Resturant پر پہنچا۔ اس جگہ چائے کا انتظام تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرانس کی ضیافت کی ٹیم کے Caravan میں تشریف لے گئے اور اس میں لگی ہوئی مختلف سہولیات کے بارہ میں محترم امیر صاحب سے استفسار کیا۔ یہاں پر 40 منٹ تک رکنے کے بعد قافلے نے رختِ سفر باندھا۔ اب اگلی منزل فرانس اور سپین بارڈر سے 19 کلومیٹر پہلے وہ جگہ تھی جو دونوں ملکوں کے امراء جماعت کے مابین Meeting Point کے طور پر پہلے سے طے تھی۔ شام 8 بج کر 50 منٹ پر جب قافلہ مقررہ جگہ Aire du Bidart پہنچا تو حسبِ پروگرام محترم امیر صاحب فرانس کی جگہ اب محترم امیر صاحب سپین کی گاڑی نے Lead کرنا شروع کیا۔ شام 9 بج کر 5 منٹ پر سپین کا بارڈر آ گیا۔ سپین جو مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کا امین مگر اسلامی سپین کی حکومت کے دردناک زوال کی بے شمار کہانیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اب وہ مسیحِ محمدی کے ان پروانوں کے لئے اپنے اسی تارتار دامن کو ایک بار پھر کشادہ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے جو یہاں حکومت یا زمین کو نہیں بلکہ دلوں کو جیتنے کے لئے آ پہنچے ہیں اور امن کے شہزادے کی قیادت میں وہ آج ہر قریہ قریہ، بستی بستی یہ نعرہ بلند کرتے پھر رہے ہیں کہ

Love for all
Hatered for none

سپین میں اسلام کی آمد

تاریخ میں عام طور پر یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ مسلمان سپین یعنی اندلس میں 91 ھجری بمطابق 709ء عیسوی کاؤنٹ جولیس کی درخواست پر آئے جس کی بیٹی کے ساتھ راڈرک بادشاہ نے زیادتی کی تھی اور پھر 711ء میں طارق بن زیاد کے ہاتھوں راڈرک کی شکست کے بعد یکے بعد دیگرے قرطبہ، طُلَیطُلہ اور اشبیلیہ مسلمانوں کے قبضہ میں آتے چلے گئے۔ لیکن ایک اور حقیقت جس کا بعض مورخین نے ذکر کیا ہے اسے عموماً فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمان یہاں پر اسلام کے آغاز میں ہی حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد پہنچ گئے تھے اور ان کی یہ ہجرت کسی دنیاوی لالچ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس زمانہ میں ابھرنے والے بعض فتنوں سے بچنے کی خاطر تھی۔ بہر حال جب مسلمان اس ملک میں آئے تو انہوں نے یہاں آکر ایک تو اس ملک کے قوانین کا احترام برقرار رکھا۔ دوسرے یہاں کی رعایا کا ہر طرح سے خیال رکھا اور عدل و انصاف کو قائم کیا۔ مسلمانوں نے یہاں کی زمینوں کو آباد کر کے زراعت کے قابل بنایا اور اُجاڑ بستیوں کو آباد کیا۔ بڑی پرشکوہ اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کیں اور دوسری اقوام سے تجارتی تعلقات استوار کیے۔ مہمانوں کے لیے سرائیں اور مریضوں کے لیے بڑے بڑے شفاخانے بنائے جہاں امیر غریب کے فرق کے بغیر سب کو بہترین علاج اور دوسری سہولیات مہیا کیا جاتیں۔ تعلیم و تدریس کو عام کیا۔ یونانی اور لاطینی کتب کے تراجم ہونے لگے اور ایسی یونیورسٹیاں بنائی گیئں جو مدت تک پورے یورپ کے لیے علم کا مرکز بنی رہیں۔ مسلمانوں کے ان کارناموں کی وجہ سے عوام کے دلوں میں ان کی محبت مسلسل بڑھتی رہی اور سات سو سال تک انہوں نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ یہاں پر حکومت کی حتی کہ قرون وسطی کے ایک جرمن مورخ نے اپنے مخطوطہ میں قرطبہ کو دنیا کا نگینہ قرار دیا اور لکھا کہ قرطبہ کی صاف اور پکی سڑکیں اس زمانہ میں بھی لندن اور پیرس کی ریتلی اور گرد اڑاتی سڑکوں سے بالکل مختلف تھیں۔

سپین کی یہ اسلامی حکومت اگرچہ اس وقت کے مسلمان حکمرانوں کی بدعملیوں اور غلط کار علماء کی سازشوں کے نتیجہ میں قائم نہ رہ سکی لیکن خلفائے احمدیت نے سپین میں اسلام کے از سر نو احیاء کے لیے ہمیشہ جو مخلصانہ کوششیں اور دردمندانہ دعائیں کی ہیں وہ ایک دن ضرور رنگ لائیں گی۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار سپین کے ایک بہادر جرنیل کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے اسے مخاطب کر کے فرمایا۔

''اے شہید وفا! تم اکیلے نہیں ہو۔ محمد ﷺ کے دین کے سچے خادم منتظر ہیں جب خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی وہ پروانوں کی طرح اس ملک میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے نور کو وہاں پھیلائیں گے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جب پہلی دفعہ سپین تشریف لائے تو غرناطہ میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کی متضرعانہ دعاؤں کو سنا اور ایک عظیم الشان

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔
’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت چوہدری برکت علی خان صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 اور 26 مارچ 2008ء میں شامل اشاعت مکرم رانا سعید احمد خان صاحب اپنے مضمون میں اپنے دادا حضرت چودھری برکت علی خانصاحبؓ کا ذکرخیر کرتے ہیں۔

حضرت چوہدری برکت علی خانصاحبؓ اندازاً 1886ء میں چوہدری میراں بخش صاحب کے ہاں گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ آپ اکلوتی اولاد تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ننھیال سڑوعہ میں حاصل کرکے ورینکلر مڈل تک گڑھ شنکر میں پڑھا لیکن امتحان میں پاس نہ ہوسکے اور تعلیم ادھوری چھوڑ دی۔

اگرچہ آپ نمازوں کے زیادہ پابند نہ تھے لیکن ایک ایسے راہنما سے ملنے کی دعائیں کرتے جو نیکی کی روح آپ میں پھونک دے۔ اسی دوران حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب گوڑیانویؓ سے آپ کا کچھ تعلق ہوگیا تھا اس لئے اُن کے پاس جانا اور وہاں اخبار الحکم پڑھنا شروع کردیا۔ اس میں حضورؑ کے کلمات طیبات اور الہامات وغیرہ پڑھ کر دل نے حضورؑ کی سچائی کی گواہی دی۔ چنانچہ 1902ء میں آپ نے حضرت ڈاکٹر صاحبؓ سے بیعت کی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے آپ کی قوم راجپوت کی سختی کا ذکر کیا۔ لیکن آپ کے عزم کو دیکھ کر خدمت اقدسؑ میں آپ کی بیعت کا خط لکھ دیا جس کی منظوری بھی بذریعہ خط مل گئی۔ جلد ہی دستی بیعت کی خاطر آپؓ تنہا قادیان کی طرف روانہ ہوئے۔ رات بٹالہ پہنچے اور صبح کے انتظار میں ایک مسجد میں ٹھہرے۔ یہاں کسی آدمی نے پوچھا کہ کون ہو تو آپؓ کے اپنا مقصد بتلانے پر وہ گالیاں دیتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ تاہم آپ صبح کی نماز جلدی پڑھ کر روانہ ہوئے اور پیدل قادیان پہنچ گئے۔ لنگر خانہ میں کھانا کھایا اور ظہر کی نماز کے لئے مسجد مبارک میں چلے گئے۔ جب حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے تو آپؓ کے دل نے بے اختیار حضورؑ کی سچائی کی گواہی دی۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد جب حضورؑ شہ نشین پر جلوہ فرما ہوئے تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے آپؓ کا بازو پکڑ کر فرمایا کہ حضور! یہ لڑکا بیعت کرنا چاہتا ہے۔ حضورؑ نے نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ کل بیعت کرلینا۔ چنانچہ آپؓ نے اگلے روز نماز مغرب کے بعد بیعت کی سعادت حاصل کی۔ پھر ایک ہفتہ قادیان میں گزار کر آپؓ واپس گڑھ شنکر آگئے۔ لیکن قادیان میں جانے اور بسنے کی خواہش بھی ساتھ لائے۔ چنانچہ 1904ء میں ہجرت کرکے قادیان آبسے جہاں اخبار الحکم میں پانچ روپے ماہوار پر نوکری مل گئی۔

آپؓ کی اِس قربانی کو اللہ تعالیٰ نے کیسے برکت عطا فرمائی۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ 1908ء میں اخبار کی آمدنی کم ہونے کی وجہ سے فارغ کردیا گیا۔ تو جنوری 1909ء میں دفتر محاسب میں محرر سوم کے طور پر ملازم ہوگیا اور تنخواہ پندرہ روپے ماہوار مقرر ہوئی۔ چند ماہ بعد دفتر تعمیر میں منتقل کیا گیا اور وہاں عمدہ کارکردگی دکھانے پر چند ماہ میں گریڈ دوم میں ترقی پائی اور تنخواہ بیس روپے ماہوار ہوگئی۔ پھر دوبارہ دفتر محاسب میں تبدیل ہوا اور ایک مخلص دوست سے اپنے وقت میں خزانہ کا کام بھی سیکھنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ دوست محاسب مقرر ہوئے اور مَیں اُن کی جگہ محرر درجہ اوّل بنادیا گیا۔ 1923ء میں مجھے دفتر نظارت مال میں تبدیل کردیا جہاں حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر تھے۔ 1930ء میں صدر انجمن کی مالی حالت بہت نازک ہوگئی تو حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر خاص چندہ کی تحریک کے سلسلہ میں غیرمعمولی خدمت کی توفیق ملی۔ 1931ء میں حضورؓ جب کشمیر کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے خاکسار کو کشمیر ریلیف فنڈ کا فنانشل سیکرٹری مقرر فرمایا۔ خاکسار نے حضور کی ہدایات کے تحت کام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہزاروں ہزار روپیہ کشمیر ریلیف فنڈ میں عطا فرمایا اور خرچ ہوا۔ 1932ء میں حضورؓ کے ارشاد پر خاکسار کو آڈیٹر صدر انجمن بھی مقرر کردیا گیا۔ پھر فروری 1933ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ لندن روانہ ہوئے تو اُن کی جگہ حضورؓ نے مجھے دارالانوار کمیٹی کا سیکرٹری بھی مقرر فرمادیا۔ نومبر 1934ء میں حضورؓ نے تحریک جدید کا آغاز فرمایا تو اگلے ہی روز مجھے تحریک کا کام شروع کرنے کا ارشاد بھی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل ہے کہ خاکسار کو ایک ساتھ چار کام کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ تب سے یہ بات گھٹی میں پڑی ہوئی ہے کہ جب تک روزانہ کام ختم نہ ہو دفتر بند نہ ہو۔ اتفاق کی بات ہے کہ تحریک جدید کا دفتر حضور کے قصرِ خلافت میں تھا۔ خاکسار تو رات کے دس بجے یا کبھی بارہ بجے تک کام کرتا۔ جبکہ خاکسار کا آقا ساری ساری رات کام کرتا تھا تو میرے لئے کیا عذر تھا کہ زیادہ وقت لگا کر کام پورا نہ کروں۔ پہلے سال کے وعدے پورے ہونے تک مَیں روزانہ حضورؓ کی خدمت میں رپورٹ بھیجا کرتا تھا۔ جب وعدے مکمل ہوگئے تو خیال کیا کہ اب صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق ہفتہ وار رپورٹ پیش کیا کروں گا۔ لیکن تین دن متواتر رپورٹ نہ ملنے پر حضور نے خاکسار کو بلاکر وجہ پوچھی اور میرے جواب پر فرمایا کہ ’’میرے ساتھ کام کرنے والے کو روزانہ رپورٹ مجھے پہنچا کر دفتر بند کرنا ہوگا‘‘۔ مجھے جس وقت تحریک جدید کا کام تفویض ہوا اس وقت میرا حافظہ اتنا کمزور تھا کہ مَیں بات کرتے کرتے بھول جاتا تھا۔ حضورؓ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ ریکارڈ سے متعلق کام کے سوا بہت سارا دفتری کام یادداشت پر کرتا ہوں۔ مَیں نے حضورؓ کے ارشادات پر مشتمل 64 صفحات کا ایک کتابچہ بھی مرتب کرکے 1938ء میں شائع کیا۔

حضرت خانصاحبؓ کی پہلی شادی 1908ء میں اپنی ماموں زاد سے ہوئی جو 1918ء میں ایک بیٹی چھوڑ کر وفات پاگئیں۔ مرحومہ بہت نیک اور موصیہ تھیں۔ پھر آپؓ کی دوسری شادی 1920ء میں مرحومہ کی بہن سے ہوئی اور وہ بھی اپریل 1949ء میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ مرحومہ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھیں۔ اِن سے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں عطا ہوئیں۔ تین بیٹوں کو زندگی وقف کرنے کی سعادت نصیب ہوئی یعنی مکرم کرامت احمد خانصاحب (فضل عمر ہسپتال ربوہ)، مکرم بشارت احمد خانصاحب (دفتر صدر انجمن احمدیہ) اور (مضمون نگار کے والد) مکرم سعادت احمد خانصاحب (دفتر تحریک جدید) میں خدمت کرتے رہے۔

1934ء میں حضرت خانصاحبؓ کی ایک بیٹی کے نکاح کا اعلان حضورؓ نے خود فرمایا۔ خطبۂ نکاح میں حضورؓ نے فرمایا: ’’گلے میں تکلیف کی وجہ سے زیادہ بول نہیں سکتا اور میں نے اس نکاح کا اعلان خود کرنا اس لئے منظور کرلیا تھا کہ میری نگاہ میں فریقین مخلص ہیں۔ چوہدری برکت علی خان جن کی لڑکی کا نکاح ہے بچپن میں قادیان آئے اور ان چند اشخاص میں سے ہیں جو محنت، کوشش اور اخلاص سے کام کرنے والے ہیں اور جن کے سپرد کوئی کام کرکے پھر انہیں یاددہانی کی ضرورت نہیں ہوتی ......جن کاموں پر ان کو لگایا ان کے متعلق میرا ذاتی تجربہ اور افسروں کی رپورٹ یہی ہے کہ اخلاص اور سرگرمی سے کام کیا‘‘۔

حضرت خانصاحبؓ نصف صدی سے زائد عرصہ تک خدمات دین بجالانے کے بعد 7/اپریل 1960ء کو قریباً 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور نعش کو کندھا دیا۔

حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ نے مجلس مشاورت 1935ء میں فرمایا: ’’رات کے ساڑھے بارہ ایک بجے تک ڈاک پڑھی اور پھر صبح سویرے کام شروع کردیا۔ تو ہمارے ذمہ اتنے کام ہیں کہ انہیں چھوڑ ہی نہیں سکتے۔ کل رات کو جب میں یہاں سے گیا ہوں تو جسم مضمحل تھا اور صبح بخار بھی تھا معلوم نہیں اب ہے یا نہیں۔ گو جسم کوفت محسوس کرتا ہے مگر وقت نہیں کہ اس کا خیال رکھیں۔ شریعت کہتی ہے کہ اپنے جسم کا بھی خیال رکھو مگر پھر بھی مصروفیت ایسی ہے کہ جسمانی تکلیف کی پرواہ نہیں کی جاسکتی اور میرے ساتھ کام کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ چوہدری برکت علی صاحب کو مہینوں رات کے بارہ بجے تک تحریک جدید کا کام کرنا پڑا۔ اسی تحریک جدید کے دفتر کے کام کرنے کا وقت بارہ گھنٹے مقرر ہے اس سے زیادہ ہوجائے کم نہیں کیونکہ یہ اقل مقدار ہے‘‘۔

حضرت مصلح موعودؓ نے بارہا آپؓ کے کام کی تعریف فرمائی اور متعدد خطبات اور مجلس مشاورت کے مواقع پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ آپؓ کی وفات کے بعد کئی نامور احباب نے بھی آپؓ کے بارہ میں مضامین لکھے اور آپؓ کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔ محترم قریشی عبدالرشید صاحب وکیل المال نے لکھا کہ حضرت چوہدری صاحب مرحوم بلاشبہ ایک بے لوث اور مسلسل سترہ سترہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرنے والے بزرگ تھے۔......باوجود تعلیم کی کمی کے آپ کو اخبار کے لئے نوٹ لکھنے کا ایک خاص ملکہ حاصل ہوگیا تھا اور آپ کا اسلوب تحریر منفرد رنگ اختیار کرگیا تھا جو بعد میں کسی سے نقل نہ ہوسکا۔ آپ کے نوٹ پڑھنے والے جانتے ہیں کہ باوجود اپنی سادگی کے وہ کسی قدر گہرے اثر کے حامل ہوتے تھے اور چندہ تھا کہ اس کے نتیجہ میں اُمڈا چلا آتا تھا۔ چندہ جمع کرنے میں آپ کو ایک خاص مہارت تھی۔ دوچار لاکھ روپے کسی تحریک کے لئے جمع کرنا آپ بہت معمولی بات سمجھتے تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بقایاجات کی وصولی کا کام آپ کے سپرد کیا گیا۔ جن دوستوں کو چندہ جمع کرنے کا تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ بقایاجات بالخصوص طوعی چندوں کے بقائے وصول کرنا خاصا مشکل کام ہے لیکن اس میں بھی مکرم چوہدری صاحب کو نمایاں کامیابی ہوئی اور آپ نے اس مد میں ایک کثیر رقم جمع کرکے تحریک جدید کو دی۔

ریٹائرمنٹ کے بعد مرحوم کی تمام تر توجہ پانچ ہزاری فوج کے 19 سالہ حساب کی تدوین و ترتیب اور بصورت کتاب طباعت کی طرف رہی۔ 1947ء کے قیامت خیز ہنگامہ میں ہجرت کے وقت خدا کے اس مخلص بندہ کو اگر فکر تھا تو صرف اس بات کا کہ مخلصین جماعت کے چندوں کا ریکارڈ کسی طرح پاکستان محفوظ پہنچ جائے۔ تقسیم ملک کے بعد جودھامل بلڈنگ کے اس کمرہ میں جو دفتر کے لئے الاٹ ہوا فروکش ہوئے۔ ان کے ساتھ رہنے والوں کا بیان ہے کہ رات جب بھی ان کی آنکھ کھلتی تو وہ اکثر مرحوم کو چندہ جات کا کھاتہ لئے ہوئے کام کرتے ہوئے پاتے۔ غرضیکہ محترم چوہدری صاحب کی زندگی کام، کام، کام پر مشتمل تھی اور اسی دھن میں آپ نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ نے ماریشس سے جلسہ سالانہ قادیان کے لئے 26/دسمبر 1993ء کو

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7/مارچ 2008ء میں مکرم مبشر احمد محمودؔ صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

دل کی ہر بات اک سراب ہوئی
زندگی کس قدر عذاب ہوئی
اپنے وجدان کا مآل کُھلا
اس کی صورت جو بے نقاب ہوئی
طول عمرِ خضر کسے معلوم
اک گھڑی تھی جو بے حساب ہوئی
منتشر زندگی ورق بہ ورق
اس پہ اتری تو اک کتاب ہوئی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22 اپریل 2008ء میں مکرمہ ڈاکٹر شہناز اختر صاحبہ کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

خلافت کا مقدس سائباں ہم پر سدا رکھنا
ہمارے دل میں جذب طاعت و روحِ وفا رکھنا
خلافت کی غلامی ہے ضمانت تیری قربت کی
ہمیں بھی اس کے قدموں کی ہمیشہ خاک پا رکھنا
اگر ہے تم کو ملنا اوّلیں سے آخریں ہوکر
خلافت کی امانت سے دِلوں کو آشنا رکھنا
یقیں کامل ہے تو ایمان کی قوت سلامت ہے
اسی اک بات پر تُو زندگانی کی بنا رکھنا

اپنے خطاب میں مختلف صحابہؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ’’حضرت چوہدری برکت علی صاحب تحریر فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ کا خاکسار پر کتنا بڑا احسان ہوا کہ مجھے ایک ساتھ چار کام کرنے کا موقع عطا فرمایا‘‘۔ مجھے بعض لوگوں کا تجربہ ہے کہ انہیں ایک کے بعد دوسرا کام دیا جائے تو گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے کام تو دیدیا ساتھ چار کلرک بھی تو دیں، ساتھ اور ذرائع بھی تو مہیا کریں، یہ بھی تو دیکھیں کہ کس دفتر میں ہم بیٹھے ہیں۔ لیکن حضرت چوہدری برکت علی صاحب جن کو مَیں نے خود دیوانہ وار کام کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ کا خاکسار پر کتنا بڑا احسان ہوا کہ مجھے ایک ساتھ چار کام کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ کشمیر فنڈ اور دارالانوار کے کام کے لئے تو دو مددگار مل گئے لیکن آڈیٹر اور تحریک جدید کا کام خاکسار اکیلا ہی کر رہا تھا۔......وہ زمانہ جسے ہم نے بھی اپنے بچپن میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک کلرک چوہدری برکت علی صاحب دفتر میں بیٹھے ہوئے رات کو بتیاں جلا کر کام کیا کرتے تھے اور بسا اوقات ہم رات کو جب گزرتے تھے تو حیران ہو کر دیکھا کرتے تھے۔ سب دفاتر کے وقت ختم ہوگئے ان کے دفتر کا وقت ختم نہیں ہوا‘‘۔ حضورؒ نے اپنے خطاب میں حضرت مصلح موعودؓ کی زبان سے حضرت چودھری صاحبؓ کے لئے بیان فرمودہ بعض کلمات بھی بیان فرمائے۔

محترم محمد ظفر اللہ وڑائچ صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22/فروری 2008ء اور 17/اپریل 2008ء میں مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب نے اپنے سسر محترم محمد ظفر اللہ وڑائچ صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ صاحب وڑائچ کے دادا محترم چوہدری اللہ بخش صاحب ولد چوہدری میراں بخش صاحب نے 1904ء میں قادیان جاکر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی تھی۔ پاکستان بننے کے بعد آپؓ کی وفات بعمر قریباً 76 سال ہوئی اور چک پنیار ضلع سرگودھا میں دفن ہوئے۔ آپؓ 1/9 حصہ کے موصی تھے۔ نصف مربع زمین کی آمد اشاعت اسلام کے لئے دیتے رہے۔ دیگر چندوں میں بھی ذوق و شوق سے حصہ لیتے اور دعوت الی اللہ بھی کرتے تھے۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔

محترم چودھری محمد ظفر اللہ صاحب مئی 1927ء میں چک 9 پنیار ضلع سرگودھا میں محترم چوہدری فضل احمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد نے آپ کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا اور تین بھائیوں میں صرف آپ ہی تعلیم یافتہ تھے۔ 1948ء میں آپ نے بی اے کرلیا اور محکمہ ایکسائز اینڈ لینڈ کسٹم میں بطور انسپکٹر ملازمت کرلی۔ لیکن اِس محکمہ میں نوکری کے باوجود آپ نے حرام کمائی کو حقارت سے ٹھکرادیا۔ لاکھوں کی رشوت کی پیشکش ہوئی لیکن قبول نہ کرنے پر تکالیف اٹھانی پڑیں اور صوبہ سرحد اور بلوچستان کے غیرآباد علاقوں میں تبدیل کردیئے گئے۔ دیانتداری اور اصول پرستی اگرچہ دنیاوی ترقی کی راہ میں روک بنی لیکن آپ کا نفس مطمئن تھا اور دوسرے لوگ دل سے آپ کی عزت کرتے تھے۔ تاہم دوران ملازمت صرف ایک ترقی ملی اور آپ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ سے 1987ء میں ریٹائر ہوئے۔ پھر آپ نے زندگی وقف کردی۔ ملازمت کے دوران آپ نے LLB بھی کرلیا تھا۔

تحریک جدید میں خدمت کرنے کے علاوہ مدرسۃ الحفظ کے نگران بھی رہے، بطور قاضی دارالقضاء میں فرائض 2005ء تک ادا کرتے رہے۔ ہمیشہ دین کو دنیا پر نمایاں طور پر مقدّم رکھا۔ آپ کا کردار بے داغ تھا اور بشری کمزوریوں سے قطع نظر آپ ایک نفع بخش وجود تھے۔ ایک دفعہ اپنے گھر کا ضرورت سے زائد سامان مستحقین میں بانٹ دیا۔ اپنی ضرورت کے لئے بہت تھوڑا رکھتے تھے۔ خود کو سفر آخرت کے لئے پوری طرح تیار رکھا ہوا تھا۔ اپنے صندوق اور کفن کا کپڑا عرصہ دراز سے رکھا ہوا تھا۔ 7 نومبر 2007ء کو لیّہ میں دل کے دورے کے نتیجے میں وفات پائی۔ سفر پر جانے سے قبل اپنے صندوق میں وصیت کے حساب سمیت تمام چیزیں ترتیب سے رکھ دی تھیں۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

محترم چوہدری صاحب نے اپنے حصہ کی زمین بیچ کر اس میں سے معمولی رقم اپنے اور اہل خانہ کے گزارہ کے لئے رکھی اور بھاری رقم جو ایک لاکھ روپیہ کے قریب تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں اشاعت اسلام کے لئے پیش کردی۔ آپ نے 1/3 حصہ کی اپنی وصیت کی ہوئی تھی۔ حتی المقدور ہر تحریک میں حصہ لیتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تحریک ’’مریم شادی فنڈ‘‘ کا اعلان ہوا تو آپ نے اپنے بینک اکاؤنٹ سے ساری رقم جو سوا لاکھ روپے سے زیادہ تھی اس فنڈ میں پیش کردی۔ اپنے طور پر بھی اپنے محلّہ یا جاننے والے غریب لوگوں کی بچیوں کی شادی میں معاونت کرتے رہے۔

آپ نے اپنی زندگی بلاتکلّف اور نہایت سادگی سے گزاری اور اپنا بوجھ تادم آخر خود اٹھایا۔ ایک اہم سرکاری عہدہ پر کام کرنے کے باوجود کوئی نازنخرہ نہ تھا۔

خدا تعالیٰ پر آپ کا بھروسہ اور توکّل حیرت انگیز تھا۔ خاکسار اپنے رشتہ کے لئے خود ہی ایک دن آپ کے پاس حاضر ہوا۔ دستک دی تو آپ ہی نے دروازہ کھولا۔ میں نے بتایا کہ میرے کچھ عزیز آج آپ کے پاس میرے رشتہ کے سلسلہ میں آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کہنے لگے ٹھیک ہے آجائیں ہم انتظار کریں گے۔ چنانچہ اُسی وقت رضامندی کا اظہار کردیا اور صرف ایک ہی بات مدنظر رکھی کہ میں واقف زندگی مربی سلسلہ ہوں۔ آپ نے مجھے کہا کہ ہماری طرف سے کوئی مطالبہ نہیں۔ اگر ایک جوڑا کپڑوں کا لے کر آجاؤ گے تو میں بیٹی رخصت کردوں گا۔ آپ نے ایسا ہی کر دکھایا۔ شادی والے دن خاکسار چند عزیز و اقارب کو لے کر آپ کے گھر دارالنصر غربی میں آیا۔ چند جوڑے کپڑوں کے ہمارے پاس تھے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ کسی نے بھی ہم سے نہ پوچھا کہ بیاہنے آئے ہو تو کیا لائے ہو۔ میرے پاس ایک طلائی انگوٹھی بھی نہ تھی جو پہنا دیتا۔ آپ نے اسی حالت میں بچی رخصت کردی۔ اور مجھے کہا کہ اب آپ اس گھر کے ایک فرد کی طرح ہیں۔ دن کو آؤ یا رات کو ہم آپ کا احترام کریں گے۔ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اسی طرح آپ کا بھی ہے جس طرح ہمارا ہے۔ میری بیٹی اب آپ کی بیوی ہے۔ آپ کی اجازت ہوگی تو ہمارے پاس آسکے گی۔ اگر ہمارے ہاں ہوگی اور آپ دن یا رات کو کسی وقت بھی لینے آؤ گے تو ہم اس کو آپ کے ساتھ بھجوائیں گے۔

شادی کے بعد قریباً چار سال تک میری بیوی اور بچے آپ کے ہاں رہے۔ خاکسار کی اہلیہ جو کہ شادی کے وقت صرف میٹرک پاس تھیں اب M.A., M.Ed. ہیں۔ محترم چودھری صاحب نے میرا بوجھ بٹانے میں ہر طرح ساتھ دیا۔ بہت پُرخلوص، ہمدرد، سادہ اور صاف گو تھے۔

احمدیت کے لئے آپ دل و جان سے فدا تھے۔ ابھی ملازمت میں ہی تھے کہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں لکھ دیا کہ میں ملازمت چھوڑ کر دین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ حضورؒ کی طرف سے حکم ہوا کہ ملازمت مکمل کرکے پھر آجائیں۔ چنانچہ 1987ء میں ریٹائرڈ ہوئے تو زندگی وقف کرکے بلامعاوضہ خدمت سلسلہ میں مصروف ہوگئے۔ پہلے وکالت مال اول تحریک جدید میں کام کیا۔ اس کے بعد 2005ء تک بطور قاضی سلسلہ خدمت بجالاتے رہے۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ ساری اولاد ہی آپ کی وقف ہو۔ چنانچہ آپ کے دو بیٹے مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ صاحب اور مکرم حافظ محمد اقبال وڑائچ صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ خاکسار کے علاوہ ایک اور مربی سلسلہ نصیر احمد شاد چیمہ صاحب مرحوم آپ کے داماد تھے۔ اس وقت آپ کا ایک نواسہ (خاکسار کا بیٹا) عزیزم سعد محمود باجوہ صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد ہیں۔ نیز دو نواسے واقف زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔

اپنی بیٹیوں کے رشتے کرتے وقت آپ نے ہمیشہ دین کو ترجیح دی۔ ایک دفعہ ایک بیٹے نے ارادہ کیا کہ ان کی ڈیوٹی ربوہ میں لگ جائے تا کہ وہ ساتھ ساتھ والدین کی خدمت بھی کرے۔ جب آپ کو پتہ چلا تو فوراً روک دیا اور کہا کہ ہم گزارہ کرلیں گے۔ ہماری خاطر ایسا نہ کرو۔ دنیا سے آپ کی بے رغبتی کمال درجہ کی تھی۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی درویشی اختیار کی اور دنیا کی رنگینیوں سے بے نیاز رہے۔ مہمان نوازی کا وصف بھی خوب تھا۔ مہمان جس وقت بھی آتا جو کچھ میسر ہوتا پیش کردیتے۔

....

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14/نومبر 2008ء میں مکرم محمد رفیع صاحب محترم چودھری محمد ظفر اللہ وڑائچ صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محترم چوہدری کے ساتھ خاکسار کا تعلق 1964ء تا 1966ء تک لیہ ضلع مظفر گڑھ میں رہا۔ ہم دونوں ہم نوالہ ہم پیالہ ایک ہی مکان میں رہائش پذیر رہے موصوف ایکسائز انسپکٹر تھے اور مَیں ایک عام T.D.A کا ملازم۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ حضرت چوہدری حاکم علی صاحبؓ کی صحبت میں بیٹھنے کا آپ کو موقعہ ملتا رہا۔ اُنہی کے کہنے پر وصیت کے نظام میں شامل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اب تمہیں کسی قسم کا فکر نہیں ہونا چاہئے، اب ہر کام تمہارا خدا خود کیا کرے گا۔ اور واقعی تمام زندگی ایسا ہی ہوتا رہا۔

چوہدری صاحب لیہ جماعت کے سیکرٹری مال تھے۔ تہجد کیلئے اٹھنا ابتداء میں انہیں مشکل لگتا لیکن انہوں نے مجھے اجازت دی ہوئی تھی کہ تہجد کیلئے اگر وہ نہ اٹھیں تو پانی کا لوٹا اُن پر انڈیل دوں۔

آپ ایسے محکمہ میں تھے جہاں آپکے ہم منصب لوگوں نے کروڑوں کی جائیدادیں بنالیں مگر میرا درویش صفت دوست دنیا کی ایسی ناجائز دولت کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوا حلال کی روزی پر قانع رہا۔

ڈاکٹر محمد اسحٰق خلیل صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14/اپریل 2008ء میں مکرم محمد زکریا ورک صاحب اپنے بھائی مکرم ڈاکٹر محمد اسحٰق خلیل صاحب کا ذکر خیر کرتے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر محمد اسحٰق خلیل صاحب ابن مکرم الحاج محمد ابراہیم خلیل صاحب 7/مارچ 2008ء کو بعمر 73 سال زیورخ سوئٹزرلینڈ میں وفات پاگئے۔ آپ جامعہ احمدیہ سے شاہد کرنے کے بعد چند سال نائیجیریا میں خدمت دین کرتے رہے۔ ’’دی ٹروتھ‘‘ اخبار کے ایڈیٹر بھی رہے تھے۔ جرمنی کی ہمبرگ یونیورسٹی سے آپ نے 1970ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ حافظ قرآن تھے۔ پابند صوم و صلوٰۃ، متقی، عابد شب زندہ دار، اور مستجاب الدعوات تھے۔ 1970ء کی دہائی میں کئی بار مسجد فضل لندن میں صلوٰۃ تراویح کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ حج کا فریضہ بھی بجالائے۔ بہت اچھے مضمون نگار تھے۔ 1969ء میں فضل عمر فاؤنڈیشن کے مقابلہ مضمون نویسی میں مقالہ لکھنے پر انعام بھی ملا۔ زیورخ میں 40 سال سے قیام پذیر تھے۔ تبلیغ کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ فارسی، عربی، اردو، پنجابی، انگریزی، جرمن زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ زیورخ میں قیام کے دوران آپ نے کئی علمی و تحقیقی مقالہ جات کے تراجم جرمن سے فارسی اور عربی میں کئے اور اسلامک فاؤنڈیشن بھی قائم کی۔ مسجد زیورخ میں مقررین کی تقریروں کے مترجم کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ نادر کتابوں کی اچھی خاصی ضخیم ذاتی لائبریری تھی۔ اقرباء پروری کے علاوہ غریب نواز تھے۔ بے شمار لوگوں کی مدد کی توفیق پائی۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 03 مئی 2008ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

بیچ دیا ہے خود کو ، یعنی بیعت کا اقرار ہوا
جھنگ، چناب ہے پیارا اب بھی، عشق سمندر پار ہوا
خوشبو قید کریں گے کیسے ؟ سوچنے والو غور کرو
نیل سے لے کر لندن تک ہے تعاقب کتنی بار ہوا
دنیا چاہے جو بھی کرلے، اس کا ساتھ نہ چھوڑیں گے
ہر دکھ میں جو ڈھال بنا ہے اور اپنا غمخوار ہوا
حق پر چلنے والے کیسے ڈر جائیں تعزیروں سے
ہیں زیور زنجیریں ان کی ، جن کا مسکن دار ہوا
نور بھرا نورانی چہرہ ، جیسے پورا چاند ندیم!
دل ’’مسرور‘‘ ہوا ہے پھر سے روشن گُل سنسار ہوا

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18 اپریل 2008ء میں مکرم ملک منیر احمد ریحان صابر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خلافت نعمت اولیٰ ، خلافت فضل ربّانی
خلافت ظل نبوت کا ، خلافت نور سبحانی
خدا نے اپنے پیاروں سے کیا وعدہ وفا اپنا
ہوئی ظاہر خلافت کی ردا میں قدرت ثانی
خلافت اس کو ملتی ہے خدا جس کے لئے چاہے
خلافت رحمت یزداں ، خلافت عکس رحمانی
خلافت بحر طوفاں میں امیدوں کا سہارا ہے
خلافت گوہر مقصد ، جہاں داری ، خدادانی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

14th May 2010 – 20th May 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 14th May 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:25 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 31st July 1997.
02:25 Historic Facts: part 26.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:40 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, rec. on 18th August 1994.
05:15 Jalsa Salana Canada 2004: address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 3rd July 2004 from the ladies Jalsa Gah.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 23rd May 2009.
08:05 Siraiki Service
08:40 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 29th March 1994.
09:45 Indonesian Service
10:45 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday sermon
13:10 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
14:10 Bengali Service
15:10 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Friday Sermon [R]
17:25 Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 29th June 2003.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:10 Friday Sermon [R]
22:20 MTA Travel: Nova Scotia, Canada.
22:55 Reply to Allegations [R]

Saturday 15th May 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:30 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 3rd September 1997.
02:45 MTA World News & Khabarnama
03:15 Friday Sermon: rec. on 14th May 2010.
04:25 Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community, rec. on 24th April 2010.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Jalsa Salana Canada 2004: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 4th July 2004.
08:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 3rd December 1995. Part 2.
09:00 Friday Sermon [R]
10:05 Indonesian Service
11:00 French Service
12:05 Tilawat
12:20 Yassarnal Qur'an
12:55 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat class with Huzoor, recorded on 14th November 2009.
16:00 Khabarnama
16:15 Rah-e-Huda: interactive talk show.
17:45 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:35 Arabic Service
20:35 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat class R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 16th May 2010

00:55 MTA World News & Khabarnama
01:25 Yassarnal Qur'an
01:50 Tilawat
02:00 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th September 1997.
03:00 Khabarnama
03:20 Friday Sermon: rec. on 14th May 2010.
04:30 Faith Matters
05:30 Wayne Clements Oil Painting: part 4.
06:00 Tilawat
06:15 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht class with Huzoor, recorded on 21st November 2009.
07:35 Faith Matters: no. 25.
08:40 Food For Thought: drugs.
09:10 Jalsa Salana UK 2004: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 30th July 2004.
10:10 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 21st March 2008.
12:05 Tilawat
12:20 Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
12:50 Bengali Service
13:50 Friday Sermon [R]
14:50 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht class [R]
16:15 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:35 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht class [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Kuch Yaadain Kuch Baatain

Monday 17th May 2010

00:05 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:55 Yassarnal Qur'an
01:20 International Jama'at News
01:55 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th October 1997.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:35 Friday Sermon: rec. on 14th May 2010.
04:35 Food For Thought: drugs.
05:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 19th June 1996. Part 2.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor, recorded on 22nd November 2009.
08:00 Seerat-un-Nabi (saw)
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th December 1997.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on 12th March 2010.
11:15 Jalsa Salana Speeches: Muhammad Inaam Ghori on the life of the Holy Prophet (saw).
12:00 Tilawat & International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon: rec. on 8th May 2009.
15:10 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Khabarnama
16:20 Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
17:35 Le Francais C'est Facile
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th October 1997.
20:35 International Jama'at News
21:10 Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
22:05 Jalsa Salana Speeches [R]
22:40 Friday Sermon [R]

Tuesday 18th May 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th October 1997.
02:40 Le Francais C'est Facile
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:35 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th December 1997.
05:00 Jalsa Salana UK 2004: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 31st July 2004 from the ladies Jalsa Gah.
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class with Huzoor recorded on 5th December 2009.
08:15 Question and Answer Session: rec. on 21st June 1996.
09:25 Al Mahdi Mosque Inauguration
09:45 Indonesian Service
10:45 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 24th July 2009.
11:55 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:40 Yassarnal Qur'an: lesson no. 19.
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 19th May 2004.
15:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Question and Answer Session [R]
17:25 Yassarnal Qur'an [R]
17:45 Historic Facts
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 14th May 2010.
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class [R]
22:10 Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema [R]
23:05 Intikhab-e-Sukhan

Wednesday 19th May 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:45 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:15 Yassarnal Qur'an
01:35 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th October 1997.
02:40 Learning Arabic: lesson no. 5.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:40 Question and Answer Session: rec. on 21st June 1996.
05:00 Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 19th May 2004.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Wayne Clements Oil Painting: part 5.
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat class with Huzoor recorded on 2nd Janurary 2010.
08:10 MTA Variety: Waqf-e-Nau Tarbiyyati Class.
09:25 Question and Answer Session: rec. on 24th June 1996.
10:05 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
12:00 Tilawat
12:15 Yassarnal Qur'an
12:45 From the Archives: Friday sermon delivered on 3rd August 1984 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
13:45 Bangla Shomprochar
14:50 Jalsa Salana UK 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 1st August 2004.
16:30 Khabarnama
16:45 Yassarnal Qur'an [R]
17:10 Question and Answer Session [R]
17:55 MTA World News
18:10 Arabic Service
19:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th October 1997.
20:15 MTA Variety [R]
21:25 Jalsa Salana UK 2004 [R]
23:05 From the Archives [R]

Thursday 20th May 2010

00:10 MTA World News & Khabarnama
00:50 Tilawat
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 14th October 1997.
02:30 MTA World News
02:45 From the Archives: rec. 3rd August 1984.
03:50 Wayne Clements Oil Painting: part 5.
04:15 Jalsa Salana UK 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 1st August 2004.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35 MTA Travel: Amboseli National park, Kenya.
07:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat class with Huzoor recorded on 2nd January 2010.
08:05 Faith Matters: part 30.
09:10 English Mulaqat: with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), rec. on 16th June 1996.
10:15 Indonesian Service
11:15 Pushto Muzakrah
12:00 Tilawat
12:15 Yassarnal Qur'an
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 14th May 2010.
14:05 Jalsa Salana Germany 2004: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 21st August 2004 from the ladies Jalsa Gah.
14:55 Tarjamatul Qur'an Class: : an in-depth explanation of Qur'anic verses, rec. on 8th September 1994.
16:00 Khabarnama
16:25 Yassarnal Qur'an [R]
16:50 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service [R]
20:30 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:55 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 Friday 07 May , 2010 Issue No. 19

2009ء میں محض عقیدہ کی بنیاد پر 11 احمدیوں کو شہید کیا گیا جبکہ 57 احمدیوں کے خلاف مذہب کی بنیاد پر مقدمات قائم کئے گئے۔ ان میں سے 37 احمدیوں کے خلاف توہین رسالت کے جھوٹے الزام میں مقدمات بنائے گئے۔

1984ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے جاری ہونے کے بعد سے اب تک 105 معصوم احمدیوں کو محض عقیدہ کے اختلاف پر شہید کیا جا چکا ہے۔ مذہبی بنیادوں پر افراد جماعت کے خلاف 938 مقدمات قائم کئے جا چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کو اپنی تقریبات یہاں تک کہ کھیلوں کے پروگرام منعقد کرنے کی بھی اجازت نہیں۔

2009ء میں بھی اردو پریس کی طرف سے بے بنیاد خبروں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔ دوران سال ایک ہزار ایک صد سولہ (1,116) سے زائد خبریں احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈہ کے طور پر شائع کی گئیں۔

ربوہ (پریس ریلیز) جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ نے اپنی سالانہ رپورٹ پریس کو جاری کرتے ہوئے بتایا کہ 2009ء میں بھی پاکستان میں احمدیوں کو مذہبی بنیادوں پر امتیازی سلوک کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔ 2009ء کے دوران 11 احمدیوں کو محض احمدی ہونے کی وجہ سے خون میں نہلا دیا گیا اور پولیس تاحال ان کے قاتل پکڑنے میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ اس طرح 1984ء کے بعد سے لے کر اب تک مذہب کے نام پر شہید ہونے والے احمدیوں کی تعداد 105 ہو چکی ہے۔

احمدیوں کے خلاف مخالفین کی طرف سے مقدمات کے قیام کا سلسلہ بھی گزشتہ سالوں کی نسبت زیادہ شدت سے جاری رہا اور 57 احمدیوں کے خلاف مذہبی بنیادوں پر مقدمات درج کئے گئے۔ ان میں سے 37 احمدی وہ ہیں جن پر توہین رسالت کا جھوٹا الزام لگا کر مقدمات درج کئے گئے۔ ترجمان جماعت احمدیہ کے مطابق 1984ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے جاری ہونے کے بعد سے اب تک احمدیوں کو سیاسی، سماجی اور قانونی طور پر امتیازی سلوک کا سامنا ہے جو ایک معاشرے کے افراد کے یکساں اور مساوی بنیادی حقوق کی نفی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ان امتیازی قوانین کے جاری ہونے کے بعد سے 31 دسمبر 2009ء تک 105 احمدی عقیدہ کے اختلاف پر قتل کئے جا چکے ہیں۔ جبکہ 120 احمدیوں پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ 22 مساجد کو مسمار کیا گیا جبکہ 28 کو انتظامیہ نے سِیل کر دیا۔ 14 مساجد پر مخالفین نے غیر قانونی طور پر قبضہ کر لیا۔ 28 افراد کی تدفین کے بعد قبر کھود ڈالی گئی اور 47 احمدیوں کی مشترکہ قبرستان میں تدفین نہیں ہونے دی گئی۔

ترجمان جماعت احمدیہ کے مطابق 2009ء کے دوران احمدیوں کو پاکستان میں کسی بھی جگہ مسجد کی تعمیر کی اجازت نہ دی گئی اور کئی جگہوں پر یہ تعمیر پولیس نے زبردستی رکوائی۔ حالانکہ پاکستان کے قانون کے مطابق ہر شہری آزاد ہے کہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق عبادت گاہ تعمیر کرے۔ محض مذہبی تعصب کی بناء پر احمدیوں کے کاروبار میں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ احمدی سرکاری ملازمین کو مذہبی تعصب کا نشانہ بنایا گیا۔ اسی طرح تعلیمی اداروں میں بھی احمدی طلباء کو مذہبی تعصّبات کا سامنا کرنا پڑا۔

ترجمان جماعت احمدیہ کے مطابق سال 2009ء کے دوران بھی ربوہ میں جہاں 95 فیصد احمدی آباد ہیں احمدیوں کو کسی قسم کے مذہبی اجتماع یا جلسہ کی اجازت نہ دی گئی جبکہ مخالفین کو کھلے عام اجازت دی گئی کہ وہ جب چاہیں، جہاں چاہیں جلسہ کریں اور ربوہ میں جلوس نکالیں۔ چنانچہ احمدی مخالف تنظیموں نے ربوہ میں آ کر تین سے زائد جلسے کئے جن میں احمدی اکابرین کو غلیظ گالیاں دی گئیں۔

اسی طرح احمدیوں کو محض عقیدے کی وجہ سے سیاسی سیٹ اپ سے نکال باہر کیا گیا جس کی وجہ سے احمدی ہر قسم کی سیاسی اور معاشرتی سہولیات سے محروم رہے۔ خصوصاً ربوہ میں جہاں 95 فیصد احمدی آباد ہیں وہاں لوکل انتظامیہ میں احمدیوں کی کوئی نمائندگی نہیں۔ جس کی وجہ سے ربوہ میں کسی قسم کی شہری سہولیات مہیا نہ کی گئیں۔ سڑکیں کھنڈر بن چکی ہیں اور پینے کے پانی کا مسئلہ کئی سالوں سے حل نہیں کیا گیا۔ باوجود اس کے کہ ربوہ سے ایک بھاری تعداد میں پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے مگر شہری بنیادی سہولیات سے بھی محروم ہیں۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے پاکستان کے انصاف پسند حلقوں سے اپیل کی ہے کہ وہ حکومت پر زور دیں کہ وہ مذہبی تعصّبات کے خاتمے کے لئے مؤثر اقدامات کرے تاکہ پاک وطن میں فرقہ واریت اور تعصب کا خاتمہ ہو سکے اور ہمارا پیارا پاکستان حقیقی ترقی اور امن و سلامتی کی راہوں پر گامزن ہو سکے۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور از صفحہ 12

بشارت سے نوازا۔ چنانچہ حضورؒ نے فرمایا۔

"میں بہت پریشان تھا۔ سات سو سال تک وہاں مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔ اس وقت کے بعض غلط کار علماء کی سازشوں کے نتیجہ میں وہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی...... غرناطہ جاتے وقت میرے دل میں آیا کہ ایک وقت وہ تھا کہ یہاں کے در و دیوار سے درود کی آوازیں اٹھتی تھی۔ آج یہ لوگ گالیاں دے رہے ہیں۔ طبیعت میں بڑا تکدر پیدا ہوا۔ چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ جس حد تک کثرت سے دورود پڑھ سکوں گا پڑھوں گا تاکہ کچھ تو کفارہ ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجھے بتائے بغیر میری زبان کے الفاظ بدل دیئے۔ گھنٹے دو گھنٹے کے بعد اچانک جب میں نے اپنے الفاظ پر غور کیا تو میں اس وقت درود نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ اس کی جگہ لا الہ الا انت اور لا الہ الا ھو پڑھ رہا تھا یعنی توحید کے کلمات میری زبان سے نکل رہے تھے۔ تب میں نے سوچا کہ اصل تو توحید ہی ہے...... ہم غرناطہ میں دو راتیں رہے۔ دوسری رات تو میری یہ حالت تھی کہ دس منٹ تک میری آنکھ لگ جاتی پھر کھل جاتی اور میں دعا میں مشغول ہو جاتا۔ ساری رات میں سو نہیں سکا۔ ساری رات اسی سوچ میں گزر گئی کہ ہمارے پاس مال نہیں...... وسائل نہیں ہیں۔ ہم انہیں کس طرح مسلمان کریں گے...... صبح کی نماز پڑھ کر لیٹا تو یکدم میرے پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی اور قرآن کریم کی یہ آیت میری زبان پر جاری ہو گئی۔

مَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (سورۃ الطلاق 4) .... (کہ) تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مادی ذرائع اگر نہیں ہیں تو تم فکر نہ کرو۔ اللہ کافی ہے............ چنانچہ میرے دل میں بڑی تسلی پیدا ہو گئی۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1985ء میں جب دوسری دفعہ سپین تشریف لائے تو حضورؒ نے 8 اکتوبر کو مسلمانوں کا ایک قدیمی قبرستان دیکھا اور اس شہر خموشاں کے پاکباز مکینوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اور ساری جماعت احمدیہ اس عہد کو ہمیشہ دہراتی رہے گی کہ جب تک اسلام سپین میں اس سے بڑھ کر شان کے ساتھ دوبارہ زندہ نہ ہو جس طرح پہلی بار اسلام سپین میں زندہ ہوا تھا۔ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔"

الغرض حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ارض اندلس پر از سر نو اسلام کا جھنڈا لہرانے کے لیے یکم فروری 1936ء کو محترم ملک محمد شریف صاحب گجراتی کو قادیان سے سپین روانہ فرما کر جس مشن کا آغاز فرمایا تھا وہ خلفائے احمدیت کی بابرکت دعاؤں اور تاریخ ساز منصوبوں کے ذریعہ محترم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب جیسے وفا شعار اور فدائی واقفینِ زندگی کی بے لوث قربانیوں کے جلو میں مسلسل آگے بڑھ رہا ہے اور اللہ کے فضل سے ہر آنے والے دن اس میں تقویت اور وسعت پیدا ہو رہی ہے۔

جماعت احمدیہ سپین نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سپین اور فرانس کے بارڈر پر استقبال کے لیے ایک وفد تشکیل دیا۔ اس وفد میں محترم امیر صاحب کے علاوہ مکرم سید محمد عبداللہ ندیم صاحب نائب امیر و مشنری انچارج، مکرم طاہر احمد خان صاحب نیشنل سیکرٹری مال، مکرم ناصر احمد مبارک صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ، مکرم عبد الرزاق صاحب سیکرٹری جائیداد، مکرم کلیم احمد صاحب مربی سلسلہ، اور مکرم حیان احمد صاحب شامل تھے۔

سپین اور فرانس کے بارڈر سے پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہوٹل اَطَّلَیَہ میں رات قیام کا پروگرام تھا جو کہ غالباً عربی سے بگڑا ہوا لفظ ہے۔ لگتا ہے کہ یہ لفظ اَطَّلَع سے ہے جو کہ بلندی سے جھانکنے کے معنوں میں آتا ہے اور یہی اَطَّلَیَہ کے سپینش میں معنی ہیں۔ یاد رہے کہ یہ ہوٹل بھی قدرے بلندی پر واقع ہے۔ بہرحال یہاں پہنچنے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرانس اور سپین کی جماعتوں کے احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا جو اپنے امراء کی نگرانی میں دورانِ سفر مختلف خدمتوں پر مامور تھے۔

ہوٹل پہنچنے پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم امیر صاحب سپین سے دریافت فرمایا کہ انھوں نے فرانس والوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا ہوا ہے؟ ان کے اثبات پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم امیر صاحب فرانس کو فرمایا کہ کھانا کھا کر اور نمازیں پڑھ کر جائیں۔ 10 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نمازوں کے لیے ہوٹل کے ھال میں تشریف لائے۔ نمازوں کے بعد حضورِ انور نے فرانس سے آنے والے احباب کو رخصت کی اجازت عطا فرماتے ہوئے مصافحہ کا شرف بخشا اور دو افریقن نژاد خدام سے ان کی تعلیم کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔ حضورِ انور کے استفسار پر محترم امیر صاحب فرانس نے بتایا کہ تقریباً تیس کلومیٹر واپس فرانس کے اندر جا کر وہاں رات گذاریں گے اور اگلے دن صبح مشن ہاؤس روانہ ہو جائیں گے۔

(باقی آئندہ)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد